

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مؤلف

حضر مولانا عبد الله كنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بجاشیہ قدیرہ تیسیر المنطق

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بجاشیہ جدیدہ تیسیر المنطق

حضرت مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ



ویفیر اینڈ ایچ کلیفل ٹرست

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حضرات اہل علم، عزیز طلباء اور معزز قارئین کی خدمت میں گذارش:

الحمد للہ! اس کتاب کی تصحیح کی حتی الوضع کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی غلطی نظر آئے یا کوئی مفید تجویز ہو تو براہ کرم تحریر کر کے ہمیں ضرور ارسال فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت بہتر اور غلطی سے پاک ہو سکے۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً

البُشْرَى ولفیضہ ایڈیشنز کیشل ٹرست

برائے خط و کتابت: 9/2 سیکٹر 17، کورنگ انڈسٹری میل ایریا بال مقابلہ مسجد، بلاں کالونی کراچی۔

کتاب کا نام : **لَيْسَيْنَ الْبَطْرُقُ**

تألیف : حضرت مولانا عبد الرحمن گنوی رحمۃ اللہ علیہ

قیمت برائے قارئین : فہرست کتب ملاحظہ فرمائیں۔

سن اشاعت : ۱۳۲۰ھ/۲۰۱۸ء

ناشر : **البُشْرَى** ولفیضہ ایڈیشنز کیشل ٹرست

9/2 سیکٹر 17، کورنگ انڈسٹری میل ایریا بال مقابلہ مسجد، بلاں کالونی کراچی۔

فون نمبر : (+92) 21-35121955-7

ویب سائٹ : www.maktaba-tul-bushra.com.pk

ای میل : www.albushra.org.pk

ای میل : info@maktaba-tul-bushra.com.pk

ای میل : info@albushra.org.pk

ملنے کا پتہ : **البُشْرَى** ولفیضہ ایڈیشنز کیشل ٹرست (جٹسٹری)، کراچی۔ پاکستان

موباکل نمبر : 0321-2196170, 0302-2534504,

0314-2676577, 0346-2190910

اس کے علاوہ تمام مشہور کتب خانوں میں بھی دستیاب ہے۔

فہرست مضمایں

تصدیقات کی بحث	پہلا سبق علم کی تعریف اور اسکی قسمیں کے
۲۶۔۔۔۔۔ پہلا سبق جنتی کی بحث.....	دوسرा سبق تصور و تصدیق کی قسمیں ۸
۲۶۔۔۔۔۔ دوسرा سبق قضیوں کی بحث.....	تیسرا سبق نظر و فکر و منطق کی تعریف ۹
۲۸۔۔۔۔۔ تیسرا سبق قضیہ شرطیہ کی بحث	چوتھا سبق دلالت و وضع اور دلالت کی قسمیں ۱۱
۳۲۔۔۔۔۔ چوتھا سبق تناقض کا بیان.....	پانچواں سبق دلالت لفظیہ وضعیہ کی قسمیں ۱۳
۳۷۔۔۔۔۔ پانچواں سبق عکس مستوی کی بحث.....	چھٹا سبق مفرد و مرکب ۱۵
۳۸۔۔۔۔۔ فہرست اصطلاحات منطقیہ مذکورہ.....	ساقتوں سبق کلی و جزئی کی بحث ۱۶
۳۹۔۔۔۔۔ چھٹا سبق جیجی کی قسمیں	آٹھواں سبق حقیقت و ماہیت شے کی بحث ... ۱۷
۴۱۔۔۔۔۔ ساقتوں سبق قیاس کی قسمیں	نواں سبق ذاتی اور عرضی کی قسمیں ۱۸
۴۲۔۔۔۔۔ آٹھواں سبق استقراء اور تمثیل کا بیان	دوساں سبق اصطلاح ”ماہو“ کا بیان ۲۰
۴۶۔۔۔۔۔ نواں سبق دلیل لئی اور دلیل انی	گیارہواں سبق جنس اور فصل کی قسمیں ۲۱
۴۷۔۔۔۔۔ دوسرا سبق مادہ قیاس کا بیان	بارہواں سبق دوکلیوں میں نسبت کا بیان ۲۳
۵۱۔۔۔۔۔ فہرست سابقہ اصطلاحات واجب الحفظ	تیرہواں سبق معزف اور قول شارح کا بیان .. ۲۴

کلمات بابرکات ابتو رتقریط و تقدیق از حضرت مولانا صدیق احمد انہبھوی پر شیخ

مفہی ریاست مالیر کوٹلہ و سر پرست تعلیم درجات ابتدائیہ، مدرسہ عالیہ عربیہ، دیوبند
و مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر علوم، سہارنپور

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمده و نصلی على رسوله الكريم

اما بعد: واضح ہو کہ حضرت مولانا عبداللہ گنگوہی پر شیخ مدرس عربی مدرسہ اسلامیہ کانڈھلہ ضلع مظفر گڑنے رسالہ مسٹری تیسیر المنطق احقر کے پاس بھیجا، احقر نے بغور اس کوشروع سے اخیر تک دیکھا۔ تحریر کی مناسبت سے حضرت مولانا نے اس میں بعض مناسب اصلاحات بھی کی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ منطق ایک مشکل علم ہے خصوصاً طلباء ابتدائیں بہت سے مسائل منطقیہ سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے بلکہ احقر کا خیال ہے کہ شروع کے چند رسائل میں طلبہ سمجھتے ہی نہیں یا کم سمجھتے ہیں۔ اب سے تمیں چالیس سال پہلے طلبہ میں فارسی کی استعداد عمرہ ہوتی تھی اور فارسی پڑھے ہوئے طلبہ مدارس عربی میں آتے تھے، وہ تو بوجہ استعداد فارسی کچھ سمجھ جاتے تھے۔ اب سالہاں سے طلبہ عربیہ ایسے آتے ہیں جن میں فارسی کی استعداد نہیں ہوتی۔

پس حضرت مولانا موصوف نے اس زمانہ کے طلبہ پر نہایت احسان فرمایا جو اروہ کی سلیمانی عبارت میں مسائل منطقیہ کو واضح کر دیا کہ غیر فارسی داں بھی اس کے ذریعہ سے مسائل منطقیہ سمجھ سکتے ہیں۔ واقعی یہ کتاب ”تیسیر المنطق“ بہت ہی مفید واضح آسان عبارت میں تصنیف فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ عنہا۔

امید ہے کہ عموماً مبتدی طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور مدرسین مدارس عربیہ طلبہ کو اس کے مسائل محفوظ فرمانے کی طرف متوجہ فرمائیں گے۔ اگر یہ رسالہ مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہو جائے تو احقر کے خیال میں بہت مفید ہو گا۔ اور اگر داخل نصاب نہ فرمایا جائے تو جب ابتدائی رسائل منطق پڑھائے جائیں انکے مضمومین مشکلہ کو اس کے مطابق سمجھا کر یاد کر دیا جائے تو موجب سہولت ہو گا۔

حررہ: احمد صدیق

ربيع الثانی ۱۴۳۸ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد الحمد و الصلوة عرض ہے کہ اس زمانے میں عموماً طلبہ کی استعداد دیں بہت کم ہو گئی ہیں، خصوصاً جو مضمایں فہم سے تعلق رکھتے ہیں ان کو کما حقہ نہیں سمجھتے اور یہ حالت ابتدائی درجوں سے انتہائی سلسلہ تک ہے۔ اس میں تو شک نہیں ہے کہ اس کا سبب ضعف فہم واستعداد ہے لیکن اگر ابتدائی کتب صرف و نوح و منطق خوب سمجھا کریاد کرادی جائیں تو اس ضعف کا بہت کچھ مدراوا ہو جاتا ہے۔

ابتدائی علوم میں صرف و نوح سے تو طلبہ کو کچھ مناسبت ہوتی بھی ہے اور اس کو سمجھ جاتے ہیں لیکن منطق ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق صرف ذہن اور فہم سے ہے۔ اس لئے بہت کم اس سے مناسبت ہوتی ہے اور نو آموز طلبہ کچھ نہیں سمجھتے، کچھ استعداد کی کمی وہ بھی مشکل اصلاحات میں اُبھی ہوئی مزید فن بالکل نیا اور اس پر یہ اشکال کر رسائل منطق سب غیر زبان کے کہ فارسی میں ہیں یا عربی میں: اب بچوں کا فہم متاخر ہوتا ہے کہ زبان کا اشکال رفع کرے اور مبتداء و خبر و فاعل کو سمجھے یا مضمایں کو محفوظ کرے۔

اس وجہ سے ضروری مسائل منطق اردو میں لکھے گئے اور ان کو رسالہ کی صورت میں لا کر ”تيسیر المنطق“ کے نام سے موسم کیا گیا، اور چند ابتدائی طلبہ کو خود اس احقر نے پڑھایا تو نہایت مفید و نافع پایا کہ رسائل منطق فارسی و عربی کے اس کے ذریعہ سے بالکل سہل ہو گئے۔ لیکن یوجہ کم استعدادی و بے اپنا عقیقی کے اس پر اعتبار نہ ہوا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے صحیح ہو۔ اس لئے اس رسالہ کو صحیح کے لئے مولانا صدیق احمد صاحب^۱ مفتی ریاست مالیر کوثرہ کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا نامدروخ نے اس ناچیز کی تحریر کو

^۱ مولانا نقشبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور کے متوطن تھے، مولانا شید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلینہ اور مجاز بیعت تھے بڑی بڑی خصوصیتوں والے بزرگ تھے درجہ ابتدائی کی تعلیم سے خاص تعلق اور مہارت تامہ تھی، مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور کے درجہ ابتدائی کے سرپرست تھے۔

پسند فرمایا اور احقر کی عزت افزائی فرمائی اور جا بجا اس میں اصلاح و ترمیم فرمائے اور آخر میں قصیدہ و تقریب
کے طور پر چند کلمات بھی تحریر فرمائے، جو تمہارا اس رسالہ میں نقل کئے گئے ہیں۔

امید ہے کہ حضرات مدرسین مدارس عربیہ اس کو قبول فرمائے اور طلبہ کو اس کی طرف متوجہ فرمائیں گے اور جو
کچھ غلطی و سهوں میں پائیں احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ اشاعت ثانی کے وقت اس کو درست کر دیا جائے۔

احقر

محمد عبداللہ گنگوہی

مدرسہ عربیہ کاندلہ، مظفرنگر ۱۳۳۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبِّ يٰسِرٍ وَلَا تُعَسِّرَ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ

سبق اول

علم کی تعریف اور اسکی قسمیں

علم۔ کسی شے کی صورت کا تمہارے ذہن میں آنا، جیسے: ”زید“ کسی نے بولا اور تمہارے ذہن میں اس کی صورت آئی، یہ زید کا علم ہے۔
علم کی دو قسمیں ہیں: تصور، تصدیق۔

تصدیق۔ یہ علم اس بات کا ہے کہ فلاں شے ہے۔ جیسے کہ تم کو اس بات کا علم ہو کہ زید عمر و کے والد ہیں۔

۱۔ جیسے آئینہ کے سامنے جب کوئی چیز آتی ہے تو اس چیز کی صورت نقش ہو جاتی ہے، اسی طرح ہمارے ذہن میں بھی ہر چیز کی ایک صورت نقش ہو جاتی ہے۔ مگر آئینہ میں تو دکھائی دینے والی چیزوں ہی کی صورت آتی ہے اور ذہن میں دکھائی جانے والی، چھوٹی جانے والی، چھکھی جانے والی، سنائی دینے والی، سوگھی جانے والی اور سمجھی جانے والی چیزوں اور بالتوں کی صورت اور کیفیت بھی آجاتی ہے بھی ہر چیز کا علم ہے۔ دیکھو: ہم ایک شخص کو دیکھ کر اسکی آواز سن کر یہ کہتے ہیں کہ زید نہیں عمرو ہے، اسلیے کہ زید کے دیکھنے اور اسکی آواز سننے سے ہمارے ذہن میں جو صورت اور کیفیت آئی ہوئی تھی، وہ ایسی نہیں۔ ایسے ہی ناشپاٹی کو دیکھ کر، چکھ کر، سونگھ کر چھو کر ہم کہتے ہیں کہ یہ سیب نہیں، اس لئے کہ سیب کے دیکھنے، پچھنے، سوگھنے اور چھونے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آئی ہوئی ہے وہ ایسی نہیں۔ اسی طرح کسی چیز کو میٹھا، کسی کو خست، کسی کو نرم، کسی کو سڑا ہوا، کسی کو خوبصوردار وغیرہ وغیرہ، اسلیے کہتے ہیں کہ میٹھے، کھٹے کے پچھنے، سخت اور نرم کے چھونے سے، سڑے اور خوبصوردار کے سوگھنے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آئی ہوتی ہے، وہ ایسی ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ دیکھنے، چھونے، پچھنے، سفے اور سوگھنے سے ذہن میں ایک صورت آجاتی ہے اسی طرح کسی بات کے سمجھنے سے بھی ایک صورت ذہن میں آتی ہے، بھی سب علم ہے۔ **۲۔** یعنی جملہ جریہ یہ اور یقین طاہر کرتا ہو۔ **۳۔** یا فلاں شے نہیں ہے۔
۴۔ زید عمر و کے والد نہیں ہے۔

تصور ^{لہ} و علم ہے جس میں اس قسم کا علم نہ ہو۔ جیسے: صرف زید کا علم، یا مشلاً: زید کا غلام۔

سوالات

ان مثالوں میں غور کرو اور بتاؤ کہ تصوর کون ہے اور تصریح کون؟

- ۱۔ زید کا گھوڑا؟ ۲۔ عمر و کی بیٹی؟ ۳۔ عروز زید کا غلام؟
- ۴۔ بکر خالد کا بیٹا ہوگا؟ ۵۔ سرد پانی؟ ۶۔ محمد ﷺ اللہ کے پچھے رسول ہیں؟
- ۷۔ جنت حق ہے؟ ۸۔ دوزخ کا عذاب؟ ۹۔ قبر کا عذاب حق ہے؟
- ۱۰۔ مکہ معظمہ؟

سبق دوم

تصور و تصریح کی قسمیں

تصور کی دو قسمیں ہیں: تصویر بدیہی، تصویر نظری۔

تصویر بدیہی: ایسی شے کا علم ہے کہ اس کی تعریف بتانے کی ضرورت نہ ہو اور بغیر تعریف کے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: پانی، آگ، گرمی، سردی، کہ سنتے ہی یہ چیزیں ہماری سمجھ میں آجائی ہیں جس کی تعریف کی ضرورت نہیں۔

تصویر نظری: اس شے کا علم ہے کہ بغیر تعریف کئے وہ ہماری سمجھ میں نہ آئے جیسے: اسم ^۱، فعل، حرف، معرب، مبنی، جن، فرشتہ، بھوت، دیو وغیرہ۔

- ۱۔ ایک ہی چیز کا علم یعنی صورت ہو، جیسے زید کی صورت یادو تین چیزوں کی ہو اور ان میں نسبت نہ ہو جیسے زید عمر و بکر خالد وغیرہ کی صورت الگ الگ یا نسبت بھی ہو گرتا مدد نہ ہو جیسے زید کا غلام، اچھی بُوپی، یا جملہ ہو گر جری نہ ہو، انشائیہ ہو، جیسے لے یا خرید ہو گر شک ہو جیسے آیا ہو گا وغیرہ سب تصویر ہے۔
- ۲۔ اسم: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔ فعل: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور اسیں کوئی نہ کوئی زمانہ پایا جائے۔ حرف: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں نہ آئے۔ معرب: وہ جملہ آخر عامل کے آنے سے بدلتے۔ مبنی: وہ جملہ آخر عامل سے نہ بدلتے۔ فرشتہ: وہ نور کا جسم ہے جو کوئی شکلوں میں آسکے۔ شرعی تعریف ص ۹ حاشیہ میں ہے۔ جن: وہ آگ کا جسم جو کوئی شکلوں میں آسکے۔ بھوت: وہ ڈراؤنی شکل جو اندھیرے میں دکھائی دے۔ دیو: وہ زنجن جو بہت لمبا چوڑا ہو۔ یا کمی تعریفیں ہیں۔

تصدیق کی بھی اسی طرح دو قسمیں ہیں: تصدیق بدیہی، تصدیق نظری۔

تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جس کیلئے دلیل بتانے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: دو چار کا آدھا اور ایک چار کا پچھائی ہے۔

تصدیق نظری: وہ تصدیق ہے جس کیلئے دلیل بتانے کی ضرورت ہو۔ جیسے: پریاں ^۱ موجود ہیں۔ عالم ^۲ بنانے والا اور تصرف ^۳ کرنے والا ایک ذات پاک ہے۔

سوالات

درج ذیل مثالوں میں بتاؤ کہ تصوّر و تصدیق کس قسم کا ہے؟

- | | | |
|--------------------------|--------------------|----------------------------|
| ۱۔ پل صرات؟ ^۴ | ۲۔ جنت؟ | ۳۔ قبر کا عذاب؟ |
| ۴۔ چاند؟ | ۵۔ آسمان؟ | ۶۔ دوزخ موجود ہے؟ |
| ۷۔ ترازو و اعمال کا؟ | ۸۔ جنت کے خزانے؟ | ۹۔ عمر و کام بینا کھڑا ہے؟ |
| ۱۰۔ کوثر جنت کا حوض ہے؟ | ۱۱۔ آفتا بروشن ہے؟ | |

سبق سوم

نظر و فکر و منطق کی تعریف اور منطق کی غرض ^۵ و موضوع ^۶

دو یا زیادہ تصور کو آپس میں ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کرتے ہیں۔ جیسے: ^۷ مثلاً ہم کو

^۸ اسکی دلیل یوں کہو کہ پری جن ہے اور جن موجود ہے تو پری موجود ہے۔ ^۹ کیونکہ دو تین ہوتے تو رائے کے

خلاف سے فساد ہوتا اور فساد نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ دو تین نہیں ایک ہے۔ ^{۱۰} رد و بدل۔

^{۱۱} دوزخ کے اوپر جنت میں جانے کیلئے پل۔ ^{۱۲} جس کی وجہ سے بحث کی جائے۔

^{۱۳} جس کے حالات سے بحث کی جائے۔ ^{۱۴} اس سے آسان یوں سمجھو کو ایک شخص نو مسلم نے فرشتہ کا نام

ستا، وہ نہیں جانتا کہ فرشتہ کیا چیز ہے؟ اس نے تم سے پوچھا اب تم اس کو کیسے بتاؤ گے؟ سو تم کو معلوم ہوا کہ وہ جسم کے معنی

جانتا ہے اور زندہ کے معنی بھی جانتا ہے اور نورانی کے معنی بھی جانتا ہے اور لطیف کے معنی بھی جانتا ہے (باقی صفحہ: ۱۰)

حیوان کا علم ہے اور ناطق کا، دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق ہوا۔ ان دو تصوروں سے ہم کو انسان نامعلوم کا علم ہو گیا اور ان دو تصوروں معلوم کو جن سے نامعلوم تصور کا علم ہوا ہے تعریف اور معرف کہتے ہیں۔ اسی طرح دو تصدیق یا زیادہ کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو معلوم کرتے ہیں۔ جیسے: ۵ ہم کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان جاندار ہے اور یہ بھی علم ہے کہ ہر جاندار جسم والا ہے۔ ان دونوں باتوں کو ہم نے ملایا تو ہم کو اس بات کا علم ہوا کہ انسان جسم والا ہے اور ان دو تصدیق معلوم کو جن سے نامعلوم تصدیق حاصل کرتے ہیں، دلیل اور جھٹ کہتے ہیں۔ ۶ اس طرح دو علموں یا زیادہ کو ملا کر کسی شے نامعلوم کے معلوم کرنے کو فکر اور نظر کہتے ہیں۔ کبھی اس ملانے اور ترتیب میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطی کی اصلاح جس علم سے ہو، وہ منطق ہے۔ پس منطق وہ علم ہے جس سے کسی شے کی تعریف اور دلیل بنانے میں خطا ہونے سے حفاظت ہو اور غرض: اس علم کی فکر اور غور ۷ کا صحیح ہونا ہوا۔ اسکے بعد یہ سمجھو کہ جس شے کے حالات سے کسی علم میں بحث ہو، وہ شے اس علم کا موضوع ہے۔ منطق کا موضوع: وہ تعریفات ۸ اور دلیلیں ہیں، جن سے نہ جانے ۹ ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔

(باقی حاشیہ صفحہ: ۹) اور فرمابنداری اور نافرمانی کے بھی معنی جانتا ہے، لیکن تم نے ان سب کو اس طرح ملایا کہ فرشتہ ایک ایسا جسم ہے جو زندگی رکھتا ہے اور لطیف و نورانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتا۔ لیکن ان تصورات معلومہ کے ذریعہ سے ایک نامعلوم تصور یعنی فرشتہ کا مفہوم اس کو معلوم ہو گیا۔ (حاشیہ صفحہ خدا) ۱ جاندار۔ ۲ عقل والا۔

۳ کیونکہ انسان جاندار ہے اور عقل والا ہی ہے۔ ۴ اس سے آسان یوں سمجھو کو ایک شخص نو مسلم کو تم نے مسئلہ بتایا کہ سود لینا گناہ ہے اور وہ یہ بات نہیں جانتا، اس لئے وہ تم سے پوچھتا ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ سود لینا گناہ ہے؟ تم نے اس کو دو باتیں سمجھائیں۔ ایک بات یہ کہ اللہ تعالیٰ جس فعل کو بُرا کہہ وہ گناہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ دیکھو: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سود لینے کو بُرا کہا ہے۔ لیکن دونوں تصدیق کے ملانے سے وہ تصدیق جو معلوم نہیں، اس کو معلوم ہو گئی کہ سود لینا گناہ ہے۔

۵ جس طرح حیوان اور ناطق کو اور ”انسان جاندار“ ہے اور ”ہر جاندار جسم ہے“ کو ملایا ہے اس طرح کہ ایک پہلے ہو ایک بعد میں اور مجموعہ واحد ہو جائے۔ ۶ هذا مذهب القدماء والمحققين من بعدهم وقال المتأخرون هو الترتيب.
۷ یعنی جانے ہوئے تصوروں اور تصدیقوں کو قاعدہ کے موافق ملانے میں۔ ۸ نظر یعنی جانے ہوؤں کا ملانا۔
۹ جانے ہوئے تصورات و تصدیقات۔ ۱۰ یعنی وضع کرنے سے اور وضع کی تعریف آگے ہے۔

سوالات

- ۱۔ نظر اور فکر کی تعریف کرو؟
- ۲۔ منطق کی تعریف کرو؟
- ۳۔ منطق کی غرض کیا ہے؟
- ۴۔ موضوع کسے کہتے ہیں؟
- ۵۔ منطق کا موضوع کیا ہے؟

سبق چہارم

دلالت و وضع اور دلالت کی قسمیں

دلالت: کسی شے کو خود بخود قدرتی طور سے یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اسکے جاننے سے دوسرا چیز نامعلوم کا علم ہو جائے۔ پہلی شے کو جس سے علم ہوا ہے، دال اور دوسرا چیز کو جس کا علم ہوا، مدلول کہتے ہیں۔ جیسے: دھوئیں کو جب ہم دیکھیں: تو اس سے آگ کا علم ہم کو ضرور ہو گا۔ پس دھواں دال اور آگ مدلول اور دھوئیں کا اس طور پر ہونا کہ اس کے علم سے آگ کا علم ہوتا ہے دلالت ہے۔

وضع: ایک شے کا دوسرا شے کے ساتھ خاص کردینا یا دوسرا شے کیلئے مقرر کر دینا کہ پہلی شے کے علم سے دوسرا شے کا علم ہو جائے۔ شے اول کا موضوع اور دوسرا شے کو جس کا علم ہوا ہے، موضوع لہ کہتے ہیں۔ جیسے: لفظ چاقو کو مجموعہ دستہ اور پھل کیلئے مقرر کر دیا گیا کہ جب لفظ تم اوپر پڑھ پکھے ہو کہ ذہن میں ہر چیز کی صورت آجائی ہے جسے علم کہتے ہیں۔ پھر اگر وہ صورت جملہ خبر یہ یقینی کی صورت ہو تو تصدیق ہو گا، ورنہ تصور۔ جتنی اب ان صورتوں کو ہم تو سمجھنے کیلئے لفظوں، اشاروں اور علامتوں وغیرہ کی ضرورت ہے، پھر ان چیزوں کا ایسا ہونا کہ ان کے جاننے سے وہ صورتیں معلوم ہو جائیں یہ دلالت ہے۔ ۲ جیسے آواز سننے سے بولنے والے کا علم ہوتا ہے اور مقرر کرنے سے، مثلاً نام سے نام والے کا علم۔ ۳ یعنی اصطلاح ٹھہرا لینے سے۔ ۴ یعنی جس کسی کو خاص یا مقرر کیا ہے۔ ۵ یعنی جس کیلئے خاص یا مقرر کیا ہے۔ ۶ چاقو کا اگلا حصہ جس سے کاتا جاتا ہے۔ ۷ یعنی اہل لفظ نے مقرر کر دیا۔

چاقو ہمارے کان میں پڑتا ہے تو فوراً دستہ اور اس کا پھل ہی ہماری سمجھ میں آتا ہے اور دوسرا چیز نہیں آتی۔ چاقو موضوع ہے اور وہ دستہ ^۳ وغیرہ موضوع لہ ہے اور اس طرح مقرر کر دینا اور خاص کرنا وضع ہے۔

دلالت کی قسمیں ہیں: دلالت لفظیہ، دلالت غیر لفظیہ۔

دلالت لفظیہ: وہ دلالت ہے جس میں دال کوئی لفظ ہو۔ جیسے: زید ^۴ کی دلالت اسکی ذات پر۔

دلالت غیر لفظیہ: وہ دلالت ہے کہ جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: لفظیہ وضعیہ، لفظیہ طبیعیہ، لفظیہ عقلیہ۔

دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہوا اور دلالت وضع ^۵ کی وجہ سے ہو، جیسے لفظ زید کی دلالت زید کی ذات پر۔ اگر لفظ زید ذات کیلئے موضوع نہ ہوتا، تو دلالت نہ ہوتی۔

دلالت لفظیہ طبیعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہوا اور دلالت بوجہ طبیعت ^۶ کے اقتضاء کے ہو۔ جیسے: آہ آہ کی دلالت کسی رنج و صدمہ پر کہ تمہاری طبیعت رنج و صدمہ کے وقت اس لفظ کے بولنے پر مقتضی ^۷ ہے۔

دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہوا اور دلالت بوجہ عقل ^۸ کے اقتداء ہو۔

^۱ یعنی جبکہ اس لفظ کو ہم جانتے ہیں۔ ^۲ یعنی پھل۔ ^۳ دلالت کی تعریف کو ذہن میں رکھ کر تعریف کو سمجھو: یعنی کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے دوسرا چیز سمجھی جائے اور پہلی چیز لفظ ہو تو دلالت لفظیہ ہے اور ایسے ہی سب دلالتوں کی تعریف کہو۔ ^۴ یعنی لفظ زید کی۔ ^۵ یعنی لفظ سے اس کا مدلول اس وجہ سے سمجھ میں آتا ہو کہ مقرر کرنیوالوں نے اس لفظ کو اس کے لئے مقرر کر لیا ہے، جیسے یہ نام رکھ لیا۔ ^۶ یعنی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ جب اس میں یہ مدلول پایا جائے تو زبان پر یہ دال لفظ آجائیں کہ جب رنج ہو تو زبان پر آہ آہ نے پھر آہ رنج پر دلالت کرے گا۔ ^۷ تو جو شخص یہ لفظ ہم سے سنے گا یہ کہہ گا کہ ہم کو کچھ رنج ہے۔ ^۸ یعنی صرف عقل اس کو چاہے۔ اس طرح کہ یہ کسی اور چیز کا اثر ہو جیسے آواز بولنے والے کا اثر ہے۔

جیسے: دلالت لفظ دیز کی جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے بولنے والے کے وجود پر۔ اسی طرح دلالت غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں: غیر لفظیہ وضعی، غیر لفظیہ طبیعی، غیر لفظیہ عقلی۔ دلالت غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ وضع کے ہو۔ جیسے: لکھے ہوئے حروف کی دلالت حروف پر، جیسے: مثلاً ”زید“ یہ لفظ زید پر دلالت کرتے ہیں۔

دلالت غیر لفظیہ طبیعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اوقضاء کے ہو۔ جیسے: گھوڑے کا ہنہنا ناد دلالت کرتا ہے گھاس دانہ کی طلب پر۔

دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ عقل کے ہو۔ ان کو خوب یاد کرو۔ جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔ یہ کل چھ قسمیں دلالت کی ہوئیں۔

سوالات

۱۔ دلالت کی تعریف کرو؟ ۲۔ وضع کی تعریف کرو؟ ۳۔ دلالت لفظیہ و غیر لفظیہ کی تعریف اور ان دونوں کی قسمیں بیان کرو؟

امثلہ ^۵ ذیل میں غور کر کے بتاؤ کہ کوئی دلالت ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ دال کون ہے، اور مدول کون ہے؟

- ۱۔ سرخ جمنڈی، ریل کاٹھر ان؟
- ۲۔ سرخ کاپلانا، ہاں یا نہیں؟
- ۳۔ تار کے کھلکھل کی آواز، تار کا مضمون؟
- ۴۔ لفظ، تختی، مدرسہ، زید، انسان؟
- ۵۔ دھوپ؟

۱۔ ایک بے معنی لفظ ہے۔ ۲۔ یعنی کان سے سنتے والا اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہے کہ کوئی بولنے والا ضرور ہے۔

۳۔ یعنی حروف کے نقش جو کاغذ پر بنے ہوئے ہیں اور حروف وہ ہیں جو زبان سے لکھتے ہیں تو ان نقشوں سے لفظ سمجھے گئے۔

۴۔ جسے زبان سے کہتے ہیں۔ ۵۔ یہ سب دال ہیں انکے مدول بھی تمہی بتاؤ۔

۶۔ ۱، ۲، ۳، ۴ میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا جو نشان کے بعد ہے مدول ہے۔

سبق پنجم

دلالت لفظیہ وضعیہ کی قسمیں

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: دلالت مطابقت، دلالت تضمّن، دلالت التزام۔

دلالت مطابقت: وہ دلالت لفظیہ ہے کہ لفظ اپنے پورے موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمّن: یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہ کے جزو پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت حیوان پر یا ناطق پر۔

دلالت التزام: یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہ کے لازم پر دلالت کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیت علم پر۔

۱ چونکہ اور دلائلوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچتا اور لفظیہ وضعیہ سے فائدہ سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے اسی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں قدرے شرح کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ انسان کے پورے معنی تھہرائے گئے ہیں کہ ایک جاندار عقل رکھنے والا حیوان ناطق کا بھی مطلب ہے۔ اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ اس پورے معنی کے دو جزو ہیں یعنی حیوان اور ناطق۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی مجموعہ کا علم ہوتا ہے، اس کے اجزاء کا بھی علم ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی انسان کو انسان ناطق یعنی عاقل ہونے کا علم ہوگا، وہ ضرور یہ بھی سمجھ گا کہ جن علوم کے حاصل کرنے کیلئے عقل کافی ہے؟ انسان ان علوم کے حاصل کرنیکی ضرور قابلیت رکھتا ہے۔ پس قابلیت علوم خاصہ کا مفہوم انسان کے لوازم میں سے ہوئی۔ اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ جب کسی شے کا علم ہوتا ہے تو اس کے لازم کا بھی ضرور ہوتا ہے اب سمجھو کہ لفظ انسان موضوع ہو اور حیوان ناطق کا مجموعہ اس کا موضوع لہ، حیوان اور ناطق اس کے جزو ہوئے اور قابلیت علوم اس موضوع لہ کا لازم ہو۔ پس جس وقت لفظ انسان بول کر حیوان ناطق مرادی جاتی ہے اس کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر بھی ہوئی اور صرف ناطق اور قابل علوم خاصہ پر بھی ہوئی۔ مگر اتنا فرق ہے کہ مجموعہ حیوان ناطق پر قصداً ہوئی اور صرف حیوان اور صرف ناطق اور قابل علوم خاصہ پر بلا قصد ہوئی۔ سو اس مجموعہ پر قصد اور دلالت مطابقت ہے اور ایک ایک جزو پر بلا قصد دلالت تضمّن ہے اور لازم پر بلا قصد اتزام ہے۔ استاد سے خوب سمجھ لینا چاہیے۔ ۲ یعنی اس سے پورا موضوع لہ سمجھا جائے اور پورا ہی سمجھنا مقصود ہو۔

۳ یعنی جزو سمجھا جائے، مگر مقصود ہو پورا، اور جزو اس واسطے بلا قصد سمجھا جاتا ہو کہ پورا سمجھنا بدوں جزو کے نہیں ہو سکتا۔

۴ یعنی لازم بھی سمجھا جاتا ہو بلا قصد کے اور مقصود موضوع لہ ہی ہو۔ مثال صفحہ ۱۲ کے حاشیہ میں سمجھ لیں۔

سوالات

اشیاء ذیل میں دال اور مدلول لکھے جاتے ہیں۔ ان میں دلالت کی قسمیں بتاؤ؟

- ۱۔ نابینا ^۱، آنکھ؟
- ۲۔ لگڑا، ظاہر؟
- ۳۔ درخت، شاخیں؟
- ۴۔ غلبا، ناک؟
- ۵۔ ہدایہ، کتاب الصوم؟
- ۶۔ ہدایہ انخو، مقصد اول؟
- ۷۔ چاقو، اس کا دستہ؟

سبق ششم

مفرد و مرکب

مفرد: وہ لفظ ہے کہ اس کے جزو سے اس کے معنی کے جزو پر دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے: لفظ زید کہ اس کے جزو سے، مثلاً ”ز“ سے اس کے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ نہیں بلکہ دلالت ہی نہیں۔

مفرد کی چار قسمیں ہیں: اول: اس لفظ کا جزو نہ ہو۔ جیسے: لفظ ^۱ کہ، اردو ^۲ میں۔ دوم: لفظ کا جزو ہو مگر وہ معنی دار نہ ہو۔ جیسے: انسان کے ”الف“، ”نوں“، ”س“ کے کچھ معنی نہیں۔ سوم: لفظ کا جزو ہو اور معنی دار بھی ہو لیکن جو معنی تم کو مقصود ہیں ان پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے: لفظ عبد اللہ کسی کا نام ہوتا ہو تو عبد ^۳ اور اللہ کے معنی دار جزو ہیں لیکن جس شخص کا یہ نام ہے اس کے جزو پر دلالت نہیں کرتے۔

چہارم: لفظ کے جزو معنی دار ہوں اور جو معنی تم کو مقصود ہیں اس کے اجزاء پر بھی دلالت کریں لیکن اس دلالت کا تم نے ارادہ نہیں کیا۔ جیسے: حیوان ^۴ ناطق کسی شخص کا نام رکھ دیں تو معنی مقصود کے اجزاء پر اس کے جزو دلالت کرتے ہیں مگر نام رکھنے کی حالت میں تم کو یہ دلالت مراہیں۔

۱۔ ان مثالوں میں پہلا کلمہ دال اور دوسرا مدلول ہے۔ ۲۔ اس میں جو ”ہا“ ہے وہ حرف کسرہ ظاہر کرنے کیلئے ہے اور اصل لفظ ^۱ کے ہی ہے۔ ۳۔ بنده اور اللہ یعنی وہ ذات جو تمام کمال کی صفتیں کی جامع ہے۔

۴۔ کیونکہ جس آدمی کا نام ہے وہ حیوان ناطق ہی ہے مگر خاص خاص حالتوں کیسا تھا ہے تو موضوع لہ بھی حیوان ناطق مع خاص حالتوں کے ہوا اور موضوع بھی حیوان ناطق ہے تو حیوان کی حیوان پر اور ناطق کی ناطق پر دلالت ہوئی، مگر نام میں سیراد نہیں ہوا کرتی۔

مرکب: وہ لفظ ہے کہ اسکے جزو سے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا جائے۔ جیسے: زید کھڑا ہے کہ یہ ایسا لفظ ہے اسکے جزو سے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ کیا گیا۔

سوالات

ان مثالوں میں بتاؤ کہ کون سا لفظ مفرد ہے کون سا مرکب؟

- | | |
|--------------------|-----------------|
| احمد؟ | منظفر گر؟ |
| عبد الرحمن؟ | اسلام آباد؟ |
| ظہر کی نماز؟ | |
| رمضان کاروزہ؟ | ماہ رمضان؟ |
| دہلی کی جامع مسجد؟ | جامع مسجد؟ |
| اللہ کا گھر ہے۔ | اللہ کا گھر ہے۔ |

سبق ہفتم

کلی و جزئی کی بحث

مفہوم (یعنی جو شے ذہن میں آتی ہے) کی دو قسمیں ہیں: کلی، جزئی۔

کلی: وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت ہو سکے۔ یعنی کئی چیزوں پر صادق آئے۔ ^۱ جیسے: آدمی کہ زید، عمر و بکر وغیرہ۔ ان سب کو آدمی کہنا صحیح ہے، کلی جن چیزوں پر بولی جاتی ہے وہ اس کے جزئیات و افراد کہلاتے ہیں۔ جیسے: آدمی کے افراد و جزئیات زید و عمر و بکر وغیرہ ہیں اور حیوان کے جزئیات انسان، بکری، بیل وغیرہ ہیں۔

جزئی: وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت نہ ہو سکے ^۲، یعنی ایک شے معین پر صادق آئے۔ جیسے: زید کا ایک خاص شخص کا نام ہے۔

^۱ کیونکہ اس عبارت کے کئی جزو ہیں اور اس عبارت کے معنی کے بھی کئی جزو ہیں اور عبارت کے ایک ایک جزو سے معنی کے ایک ایک جزو پر دلالت کرنا مقصود بھی ہے۔ ^۲ اتنے موضوع لہجی بتاؤ؟

^۳ یعنی صادق آنے کا اختیال ہو، چاہے صادق آئے چاہے نہ آئے۔ جیسے: سونے کا پہاڑ ایک کلی ہے کہ کئی پر صادق آسکتا ہے مگر چونکہ اس کا وجود نہیں اس لئے صادق کسی پر نہیں آتا۔

^۴ یعنی کئی چیزوں پر بولے جانے کا اختیال ہی نہ ہو۔ جیسے: زید اور یہ گھوڑا وغیرہ۔

سوالات

مندرجہ ذیل اشیاء میں غور کر کے بتاؤ کہ کون کلی ہے اور کون جزوی؟
 گھوڑا؟ بکری؟ میری بکری؟ زید کا غلام؟ سورج؟ یہ سورج؟ آسمان؟ یہ آسمان؟
 سفید چادر؟ سیاہ کرتا؟ ستارہ؟ دیوار؟ یہ مسجد؟ یہ پانی؟ میرا قلم؟

سبق ہشتم

حقیقت و ماهیت شے کی بحث اور کلی کی فضیلیں

حقیقت یا ماهیت: کسی شے کی وہ چیزیں ہیں جن سے وہ شے مل کر بنے۔ اگر ان میں سے ایک چیز نہ ہو تو وہ شے موجود نہ ہو۔ جیسے: مثلاً انسان ہے اسکی حقیقت حیوان ناطق ہے اور جو چیزیں حقیقت کے سوا ہیں وہ عوارض کہلاتے ہیں۔ جیسے: انسانوں میں کالا، گورا، عالم یا جاہل ہونا عوارض ہیں کہ ان پر انسان کا وجود موقوف نہیں۔

کلی کی فضیلیں ہیں: کلی ذاتی، کلی عرضی۔

کلی ذاتی: وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا پوری حقیقت نہ ہو، لیکن اس کا ایک ضروری بات یہ سمجھو کر کلی کبھی اسم اشارہ لانے سے، کبھی جزوی کی طرف مضاف کرنے سے، کبھی منادی بنانے سے وغیرہ وغیرہ صورت میں ایک کیلئے خاص ہو جاتی ہے تو اس وقت جزوی بن جاتی ہے۔ ۲ بناء علی ترادفه افہامی بعض الاختلاف و فی الاکثر بفرق بینهما باعتبار الوجود فی الحقیقت والمرواد بالشيء الذي أضيف إلیه الماهیة والحقيقة هو المرکب باعتبار المقام وإلا فالماهیة عاممة للبسیط والمرکب۔ (ترجمہ صفحہ: ۵۵ کے حاشیہ پر)

۳ یعنی جن کے آپس میں ملنے سے وہ چیز بن جائے کہ سب مل جائیں تو چیز بن جائے، اور ایک بھی نہ ہو تو نہ بنے۔ جیسے صرف حیوان سے جبکہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو اور ایسے ہی صرف ناطق سے جبکہ اس کے ساتھ حیوان نہ ہو انسان کی حقیقت نہیں بن سکتی یعنی انسان نہیں بن سکتا اور دونوں مل جائیں تو انسان بن جائے۔

۴ یعنی ان سے انسان نہیں بن اگرچہ بغیر ان میں سے کسی ایک بات کے پایا بھی نہ جائے۔

ذاتی اور عرضی کی قسمیں

ایک جزو ہو۔ اول کی مثال: جیسے انسان کی اپنی جزئیات، یعنی زید، عمر و بکر کی عین حقیقت ۱ ہے اور دوسرے کی مثال حیوان ہے۔ کہ اپنی جزئیات یعنی انسان، بکری، بیل کی حقیقت کا جزو ۲ ہے۔

کلی عرضی: وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جزو ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو، جیسے: صاحک انسان کیلئے نہ حقیقت ۳ ہے اور نہ حقیقت کا جزو ہے۔

سوالات

اشیاء ذیل میں سمجھو کر کون کلی کس کیلئے ذاتی و عرضی ہے؟

جسم نامی؟ ۴ درخت انار؟ میٹھا انار؟ سرخ انار؟ حیوان؟ فرس؟ ۵ قوی گھوڑا؟ کشادہ مسجد؟
جسم؟ پتھر؟ سخت پتھر؟ لوبہ؟ چاقو؟ تیز چاقو؟ ۶ تلوار؟ تیز تلوار؟

سبق نہم

ذاتی اور عرضی کی قسمیں

ذاتی کی تین قسمیں ہیں: جنس، نوع، فصل

جنس: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقتیں الگ الگ ہوں۔
جیسے: حیوان کے اسکی جزئیات انسان ۷ و بقر و غنم کی حقیقت جدا جدہ ہے۔

۱ کیونکہ زید و عمر و بکری کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور یہی یعنی انسان کے معنی ہیں۔ ۲ کیونکہ مثل بیل کی حقیقت حیوان ذخوار اور بکری کی حیوان ذور غاء ہے، اور حیوان ان کا جزو ہے۔ ۳ کیونکہ پوری حقیقت تو حیوان ناطق ہے اور صاحک کے معنی اس کے پورے کے معنی ہیں نہ اس کے جزو کے، بلکہ ہنسنے والے ہیں۔ ۴ بڑھنے والا جسم۔

۵ گھوڑا فرس کی حقیقت حیوان صاحب (بہننا نے والا) ہے۔ انسان کی حیوان ناطق اور حیوان کی جسم نامی متحرک بالا را دہے اور جسم کی جو ہر قابل ابعاد ثالثہ (لبائی، چوڑائی اور گہرائی قبول کرنیوالا)۔
۶ انسان کی حقیقت حیوان ناطق، بقر یعنی گائے، بیل کی حیوان ذخوار اور غنم یعنی بکری کی حیوان ذور غاء۔

ذاتی اور عرضی کی فوسمیں

نوع: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقت ایک ہو۔ جیسے: انسان کہ زید، عمر، بکر وغیرہ کی نوع ہے اور ان کی حقیقت ایک ہے۔

فصل: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان کی حقیقت ایک ہو اور دوسری حقیقوں سے اس حقیقت کو جدا کرے۔ جیسے: ناطق انسان کا فصل ہے کہ زید، عمر و بکر پر بولا جاتا ہے اور ان کی حقیقت یعنی انسان کو دیگر حقائق مثلاً بقر و غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے۔

کلی عرضی کی دو فوسمیں ہیں: خاصہ، عرض عام۔

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے: ضاحد انسان کا خاصہ ہے اور زید، عمر، بکر (کہ جن کی حقیقت ایک ہے) کے ساتھ خاص ہے۔

عرض عام: وہ کلی عرضی ہے جو چند مختلف افراد کی حقیقوں پر صادق آئے۔ جیسے: ماشی (پاؤں سے چلنے والا) انسان و بقر وغیرہ کا عرض عام ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے اور بقر کی دوسری ہے۔ پس کلی کی خواہ وہ ذاتی ہو یا عرضی پانچ فوسمیں ہیں: جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام۔

سوالات

امثلہ ذیل میں دو دو شے لکھی ہیں۔ ان میں غور کر کے یہ بتاؤ کہ اول شے دوسری شے کیلئے جنس ہے، یا نوع، یا فصل، یا خاصہ، یا عرض عام؟

۱۔ حیوان، فرس؟ ۲۔ جسم نامی (بڑھنے والا جسم)، شجر انار؟ ۳۔ حیوان حساس؟

۱۔ یعنی ان جزئیات و افراد کی حقیقت کو جنس میں شریک حقیقوں سے جدا کرے۔ ۲۔ کیونکہ زید، عمر، بکر کی حقیقت انسان ہے، جس کے معنی حیوان ناطق ہیں۔ اگر اس میں ناطق نہ ہو تو صرف حیوان رہ جاتا ہے اور حیوان ہونے میں بقر و غنم وغیرہ سب شریک تھے۔ ناطق نے ان سے انسان کو الگ کر دیا۔ ۳۔ یعنی بمقابلہ فرس، بقر، غنم وغیرہ پس اس میں جن کے وجود مخفک کا انکا نہیں۔ ۴۔ اور ان کی حقیقت یعنی حیوان ناطق سے خارج بھی ہے اس لئے عرضی اور خاصہ ہوئی۔ ۵۔ اور ان کی حقیقوں سے خارج بھی ہے ان کی حقیقتیں جس کی تعریف کے حاشیہ میں دیکھئے صفحہ: ۱۸۔

- ۳۔ فرس صاحل؟ ۵۔ انسان کاتب؟ ۶۔ انسان قائم؟ ۷۔ جسم مطلق، فرس؟
 ۸۔ غنم ماشی؟ ۹۔ حمار، ناہق؟ ۱۰۔ انسان ہندی؟

سبق دہم

اصطلاح "ماہو" کا بیان

جاننا چاہیے کہ اہل منطق نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے اور نیز محاورہ ^۱ بھی ہے کہ لفظ ماہو (کیا ہے وہ) سے کسی شے کی حقیقت کا سوال کرتے ہیں۔ جیسے: کہیں الائنسان ماہو؟ (انسان کیا ہے؟) تو مطلب اس کا یہ ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اگر "ماہو" سے سوال ایک شے کو لے کر کیا تو مطلب یہ ہو گا کہ اسکی وہ حقیقت جو اسکے ساتھ مخصوص ہے بیان کرو اور جواب میں حقیقت مخصوصہ آئے گی۔ جیسے: کہیں کہ الائنسان ماہو؟ تو جواب اس کا ہے حیوان اس لئے کہ یہی اسکی حقیقت مخصوصہ ہے۔ اور اگر دو شے یا زیادہ کو لیکر سوال کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت بتاؤ جو ان سب میں تمام مشترک ہے یعنی وہ مشترک جزو ^۲ بتاؤ کہ جس قدر اجزاء ان چیزوں میں مشترک ہیں، وہ سب اس میں آجائیں۔ کوئی مشترک اس سے باہر نہ ہو۔ جیسے: یوں پوچھیں الائنسان والبقر والغنم ماہم؟ (انسان اور بکری کیا ہیں؟) تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نہ آئے گا اس لئے حیوان ہی ان کی پوری حقیقت مشترک کہ ہے اور جسم تمام مشترک نہیں ہے۔ اس لئے کہ حیوان ^۳ میں سب مشترک اجزاء آگئے اور جسم میں نہیں ^۴ آئے۔ اور اگر ان کے ساتھ کسی درخت مثلاً درخت انار کو شامل کر لیں، تو جواب جسم نامی (جسم بڑھنے والا) ہو گا۔ اس لئے کہ اس وقت یہی تمام مشترک ہے اور اگر پتھر بھی ان کے ساتھ ملایا جائے اور سوال یہ کیا جائے کہ الائنسان والبقر ^۵ لگوڑے کا ہنہنا تا۔ ^۶ یعنی اکثر۔ ^۷ اسی جزو کو تمام مشترک کہتے ہیں۔ ^۸ کیونکہ جو جزو ان میں مشترک ہیں وہ جسم، نامی حساس، متحرک، بالارادہ ہیں، اور حیوان ان سب کے مجموعہ کا نام ہے۔ ^۹ کیونکہ بعض اجزاء مشترک انسان، بکری و گائے میں یہ بھی ہیں۔ نامی، حساس، متحرک بالارادہ اور یہ جسم میں نہیں آئے۔

جنس اور فصل کی فتمیں

و شجرہ الرمان والحجر ماہی؟ (انسان، بیل درخت، انار اور پھر کیا ہیں)؟ تو جواب
جسم ہو گا اس لئے کہ یہی انکی تمام حقیقت مشترک ہے۔

سوالات

اشیاء ذیل جو یکجا علیحدہ علیحدہ لکھی گئی ہیں ان کے جواب بتاؤ؟

- ۱۔ فرس و انسان؟ ۲۔ فرس غنم؟ ۳۔ درخت انگور و جبر؟ ۴۔ آسمان و زمین، زید؟
- ۵۔ شمش و قمر و درخت انہ؟ ۶۔ لکھی، چڑیا، گدھا؟ ۷۔ انسان؟ ۸۔ فرس؟
- ۹۔ حمار؟ ۱۰۔ بکری، اینٹ، پھر، ستارہ؟ ۱۱۔ پانی، ہوا، حیوان؟

سبق یا زدہم

جنس اور فصل کی فتمیں

جنس کی دو فتمیں ہیں: جنس قریب، جنس بعید۔

جنس قریب: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اسکی جزئیات میں سے جن دو جزئی یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع ہو۔ جیسے: حیوان انسان کی جنس قریب ہے کہ حیوان کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کریں، جواب میں حیوان ^۳ ہی ہو گا۔

جنس بعید: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اس کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں اسی جنس کا آنا ضروری نہیں۔ کبھی وہ جواب میں آئے کبھی دوسری جنس۔ جیسے: جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے کہ اگر انسان اور فرس اور درخت ^۳ سے سوال کریں تو جواب میں

^۱ یعنی جب ان کو لے کر ماہو سے سوال کریں تو کیا جواب ہو گا۔ ^۲ گدھا۔

^۳ مثلاً الإنسان والفرس ماہما؟ جواب حیوان ہے اور الإنسان والغنم والفرس والبقر والذباب والحمار ماہم، تب کبھی جواب حیوان ہے۔ ^۴ کہ جسم نامی کے افراد ہیں۔

جسم ^۵ نامی آئے گا اور اگر صرف انسان اور فرس ^۵ سے سوال کریں تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نامی نہ ہوگا۔

فصل کی بھی دو تسمیں ہیں: فصل قریب، فصل بعید۔

فصل قریب: کسی ماہیت کی کاوه فصل ہے کہ جنس قریب میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو جدا کر دے۔ جیسے: انسان، بقر و غنم، حمار، فرس دیکھو! حیوان ہونے میں ^۵ سب شریک ہیں اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ناطق انسان کو بقر و غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے تو ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے۔

فصل بعید: کسی ماہیت کاوه فصل ہے کہ جنس بعید میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو علیحدہ کر دے اور جنس قریب میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہ کرے۔ جیسے: حس انسان کا فصل بعید ہے کہ جسم نامی میں جو انسان ^۵ کے شریک ہیں ان سے حس تہیز دیتا ہے اور حیوان میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہیں کرتا۔ ^۵

سوالات

امثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون کس کیلئے جنس قریب اور جنس بعید اور فصل قریب اور فصل بعید ہے؟
ناطق جسم؟ جسم نامی؟ ناہق؟ صاحل؟ حاس؟ نامی؟

۱ کیونکہ ان تینوں میں جو مشترک جزو ہیں وہ جسم اور نہ ہے۔ لہذا جسم نامی جواب ہے اور بس۔

۲ کہ یہ بھی جسم ہی کے افراد ہیں۔ ^۵ انسان کے ساتھ۔ ^۵ جیسے درخت گھاس وغیرہ۔

۳ مثلاً غنم، بقر وغیرہ سے نہیں۔ کیونکہ وہ بھی جس رکھنے والے ہیں۔ ^۵ عقل والا جسم قابل ابعاد تلاشہ یعنی لمبائی، چوڑائی، گہرائی والا۔ جسم نامی: بڑھنے والا جسم، ناہق: بیخوبی پہنچ کرنے والا، صاحل: بہتھانے والا، حس: جس رکھنے والا، نامی: بڑھنے والا۔

سبق دوازدھم

دوکلیوں میں نسبت کا بیان

جاننا چاہیے کہ جس قدر کلیات ہیں ہر کلی کی دوسری کلی کے ساتھ چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور ہوگی۔ وہ چار نسبتیں یہ ہیں: تساوی، تباین، عموم و خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ۔

تساوی: یہ ہے کہ دوکلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو۔ جیسے: انسان و ناطق کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہر ہر فرد پر صادق ہے۔ ایسی دوکلیوں کو تساویں کہتے ہیں۔
تباین: یہ ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ ہو۔ جیسے: انسان و فرس کہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق نہیں اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر صادق ہے۔ ایسی دوکلیوں کو تباہیں کہتے ہیں۔

عموم و خصوص مطلق: وہ نسبت ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ ہو۔ پہلی جو کہ دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق ہے، اس کو عام مطلق اور دوسری کو خاص مطلق کہتے ہیں۔ جیسے: حیوان اور انسان، کہ حیوان تو انسان کے ہر ہر فرد پر صادق ہے اور انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں ہے۔ حیوان عام مطلق اور انسان خاص مطلق ہے۔

عموم و خصوص من وجہ: وہ نسبت ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو، جیسے حیوان اور ابیض کہ حیوان ابیض کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں۔ اسی طرح ابیض حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من وجہ کہتے ہیں۔

۱ بلکہ بعض پر ہو۔

۲ البتہ بعض پر ہے اور وہ بعض افراد زیادہ عمر وغیرہ ہیں۔ کیونکہ یہ حیوان کے بھی تو افراد ہیں اور ان افراد پر انسان صادق ہے۔

۳ حیوان عام من وجہ بھی ہے اور خاص من وجہ بھی۔ ایسے ہی ابیض خاص من وجہ بھی ہے اور عام من وجہ بھی۔

سوالات

درج ذیل مثالوں کی کلیات میں نسبتیں بتاؤ؟

- ۱۔ حیوان، فرس؟ ۲۔ انسان، جمار؟ ۳۔ حمار، حیوان؟ ۴۔ حیوان، اسود؟
- ۵۔ جسم نامی، شجرخال؟ ۶۔ ججر، جسم؟ ۷۔ انسان، غنم؟ ۸۔ رومی، انسان؟
- ۹۔ غنم، حمار؟ ۱۰۔ فرس، صابل؟ ۱۱۔ حساس، حیوان؟

سبق سینزدہم

معرف اور قول شارح کا بیان

دو یا زیادہ تصور جانے ہوئے کو ترتیب دیکر کسی نہ جانے ہوئے تصور کو جب معلوم کریں، تو ان دو تصوروں، یا زیادہ کو معرف اور قول شارح کہتے ہیں۔ جیسے: تم کو حیوان^۱ اور ناطق کا علم ہے ان دونوں کو ملا یا تو حیوان ناطق ہوا۔ اس سے تم کو انسان نامعلوم کی حقیقت^۲ کا علم ہو گیا۔ پس حیوان ناطق کو انسان کا معرف کہیں گے۔

معرف یا قول شارح کی چار قسمیں ہیں: حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔

حد تام: کسی شے کی وہ معرف ہے کہ اس شے کی جس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو۔ جیسے: حیوان ناطق، انسان کی حد تام ہے۔

حد ناقص: کسی شے کی وہ معرف ہے کہ اس شے کی جس بعید اور فصل قریب سے یا صرف فصل قریب سے مرکب^۳ ہو۔ جیسے: جسم ناطق یا صرف ناطق، انسان کی حد ناقص ہے۔

^۱ سیاہ۔ ^۲ کھجور کا درخت۔ ^۳ ان کے مجموعہ کو۔

^۴ اس جگہ پہنچ کر سبق سوم کا پہلا عاشیہ مکر رد کیا لوٹھنے: ۹۔ ^۵ جیسے یہ بتانا ہو کہ تیسیر المتنطق کیا ہے؟ تو ان جانے ہوئے تصوروں کو مکہ متنطق کی سہل کتاب اردو میں مولانا عبد اللہ^{رض} کی تصنیف ہے جمع کرنے سے تیسیر المتنطق جانی گئی۔

^۶ عبارت میں تاسع ہے، کیونکہ جو تعریف صرف فصل قریب سے ہوگی وہ تعریف مرکب کہاں ہوگی؟ مطلب یہ ہے کہ جس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے تعریف کی جائے۔

رسم تام: کسی شے کی وہ معرف ہے کہ اس شے کی جنس قریب اور خاصہ سے مل کر بنے۔
جیسے: حیوان ضاحک، انسان کی رسم تام ہے۔

رسم ناقص: کسی شے کی وہ معرف ہے جو اس کی جنس بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے مل کر بنے۔ جیسے: جسم ضاحک، انسان کی رسم ناقص ہے۔

سوالات

ذیل کے معروفات میں معرف کی اقسام پیان کرو؟

- ۱۔ جوہر ناطق؟ ۲۔ جسم نامی ناطق؟ ۳۔ جسم حساس؟ ۴۔ جسم متحرک بالارادہ؟
- ۵۔ حیوان صاحبی؟ ۶۔ حیوان ناہق؟ ۷۔ جسم ناہق؟ ۸۔ حساس؟
- ۹۔ ناطق؟ ۱۰۔ الكلمة لفظ وضع لمعنىٰ مفرد؟

۱۱۔ الفعل کلمہ تدلُّ علی معنیٰ فی نفسها مقترناً باحدِ الأزمنةِ الشّلاةَ؟

تغییر: جواصطلاحات منطق کی اب تک تم نے تیرہ سبقوں میں پڑھی ہیں، وہ یکجا بطور فہرست لکھی جاتی ہیں۔ ان کو خوب یاد کرو اور آپس میں تکرار کرو۔

علم، تصور، تصدیق، تصور بدیہی، تصور نظری، تصدیق بدیہی، تصدیق نظری، نظر و فکر، منطق^۱، موضوع منطق، غرض منطق، دلالۃ، دال، مدلول، وضع، موضوع له، دلالۃ لفظیہ، دلالۃ غیر لفظیہ، دلالۃ لفظیہ وضعیہ، دلالۃ لفظیہ عقلیہ، دلالۃ مطابقة، دلالۃ تضمیمیہ، دلالۃ التراویہ، لازم، مفرد، مرکب، مفہوم، کلی، جزئی، حقیقت و ماهیت، کلی ذاتی، کلی عرضی، جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام، جنس قریب، جنس بعید، فصل قریب، فصل بعيد، تساوی، تباہی، عموم و خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ، معرف و قول شارح، حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔

^۱ ۱۰ اور ایں ”الكلمة“ اور ”الفعل“ لفظ معرف سے خارج ہیں بعد کے لفظ معرف ہیں۔ ^۲ علم منطق۔

تصدیقات کی بحث

سبق اول

جنگت کی بحث

دو یا زیادہ تصدیق جانی ہوئی کوتر تیب دے کر جب کوئی نہ جانی ہوئی بات معلوم کریں، تو ان جانی^۵ ہوئی تصدیق کو جنگت اور دلیل کہتے ہیں۔ جیسے: ^۶ مثلاً تم کواس کا علم ہے کہ انسان ایک جاندار شے ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہر جاندار شے جسم والی ہے تو ان دو باتوں کو جانتے سے یہ تم جان گئے کہ انسان جسم والا ہے۔

سبق دوم

قضیوں کی بحث

قضیہ: وہ مرکب لفظ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ ^۷ جیسے: زید کھڑا ہے۔

قضیہ کی دو قسمیں ہیں: قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ۔

قضیہ حملیہ: وہ قضیہ ہے جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک شے کا دوسری شے کیلئے ثبوت^۸

ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے، کہ اس میں زید کیلئے کھڑا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ یا ایک شے سے دوسری شے کی لفظی^۹ ہو۔ ^{۱۰} جیسے: زید عالم نہیں، کہ اس میں زید کے عالم ہونے کی لفظی^{۱۱} کی گئی ہے۔ اول کو موجہ بر اور دوسرے کو سالہ کہتے ہیں۔ قضیہ حملیہ کے جزو اول کو موضوع اور دوسرے جزو کو مجملہ کہتے

^{۱۲} تصدیق کی جمع ہے، غیر ذی العقل ہونے کی وجہ سے افتاء سے آئی ہے۔ علم کی دوسری فتح وہ صورت جو جملہ بغیر یقینی کی ہو۔ ^{۱۳} یعنی ان کے مجموع کو۔ ^{۱۴} اس جگہ پہنچ کر صفحہ ۹ حاشیہ یہ مکرر کیا گا۔

^{۱۵} چاہے واقعہ میں کیسا ہی ہو، سچا ہو یا جھوٹا، اس لئے ”زمین اوپر ہے“، بھی قضیہ ہو گا۔

^{۱۶} یا نہیں کھڑا ہے۔ ^{۱۷} ہونا بتایا گیا ہو۔ ^{۱۸} یعنی نہ ہونا بتایا گیا ہے۔

^{۱۹} یعنی زید کے عالم نہ ہونے کو بتایا گیا ہے۔ جیسے: کہ پہلی مثال میں کھڑے ہونے کو بتایا گیا ہے۔

ہیں۔ اور جو ان دونوں کے درمیان نسبت ہے اس پر جو لفظ دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

جیسے زید کھڑا ہے اس قضیہ میں ”زید“ موضوع ہے اور ”کھڑا“ مجموع ہے اور لفظ ”ہے“ رابطہ ہے۔

قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں: (قضیہ مخصوصہ، قضیہ طبیعیہ، قضیہ محصورہ، قضیہ یہ ملے۔)

قضیہ مخصوصہ یا شخصیہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخصِ معین ہے۔ جیسے: زید کھڑا ہے، کہ اس کا موضوع ”زید“ ہے اور وہ شخصِ معین ہے۔

قضیہ طبیعیہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہوا اور حکم کلی کے مفہوم پر ہو، افراد پر نہ۔ جیسے: انسان موضوع ہے اس میں نوع ہونے کا حکم انسان کے مفہوم کیلئے ہے، انسان کے افراد کیلئے نہیں۔

قضیہ محصورہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہوا اور حکم کلی کے افراد پر ہوا اور یہ بھی اس میں بیان کیا گیا ہو کہ حکم اس کلی کے ہر ہر فرد پر ہے یا بعض افراد پر۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے۔ دیکھو: اس میں موضوع کلی یعنی ”انسان“ ہے اور حکم جاندار ہونے کا اس کے ہر ہر فرد پر ہے۔

قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں اور ان کو محصورات اربعہ کہتے ہیں:

موجہہ کلیہ، موجہہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ۔

موجہہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان کیا جائے کہ موضوع کے ہر ہر فرد کیلئے مجموع ثابت ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے۔

موجہہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ موضوع کے بعض افراد کیلئے مجموع ثابت ہے۔ جیسے: بعض جاندار انسان ہیں۔

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ مجموع موضوع کے ہر ہر فرد سے نفعی کیا ہے زبان عربی میں رابطہ اکثر مقدر ہوتا ہے۔ موضع کی حالتوں کے اعتبار سے۔ یعنی جزوی۔

مراد مفہوم سے نفس حقیقت ہے۔ کیونکہ افراد نوع نہیں ہیں بلکہ مفہوم ہی نوع ہے۔ اور یہ تو موجہہ ہے اور سالبہ کی مثل انسان جنس نہیں ہے۔ اس کو سورہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف سے افراد کے کل یا بعض ہونے کی مقدار بیان کی جائے اس کو سورہ کہتے ہیں۔ یہ تو موجہہ ہے اور سالبہ یہ کہ کوئی انسان پڑھنیں۔

قضیہ شرطیہ کی بحث

گیا ہے۔ جیسے: کوئی انسان پھر نہیں۔

ساببہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ محمول موضوع کے بعض افراد سے سلب کیا گیا ہے۔ جیسے: بعض چاندار انسان نہیں۔

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ ہے کہ محمول موضوع کے افراد کیلئے ثابت ہے اور یہ نہ بیان کیا جائے کہ ہر ہر فرد کیلئے ثابت ہے یا بعض کیلئے۔ جیسے: انسان چاندار ہے۔

سوالات

مندرجہ ذیل قضايا میں قضیہ کی اقسام پیان کرو؟

عمر و مسجد میں ہے؟ جیوان جنس سے؟ ہر گھوڑا ہنہ ناتا ہے؟

کوئی گدھا بے جان نہیں؟ بعض انسان لکھنے والے ہیں؟ بعض انسان آن ڑھ ہیں؟

کوئی پتھر انسان نہیں؟ ہر گھوڑا جسم والا ہے؟
ہر جاندار م نے والا ہے؟

ہر متکبر ذلیل ہے؟ ہر متواضع عزت والا ہے؟ ہر چیز خوار ہے؟

سبق سوم

قضیہ شرطیہ کی بحث

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ ہے جو وقفیوں سے مل کر بنے۔ جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔ ”سورج نکلے گا“ ایک قضیہ ہے اور ”دن ہوگا“ دوسرا قضیہ ہے۔ یا جیسے: زید یا تو پڑھا ہوا ہے یا یامنی ہے، جیسے: انسان پڑھنیں۔ ۲ یامنی۔ ۳ اس میں یہیں بیان کیا گیا ہے کہ ہر انسان یا کوئی کوئی۔ ۴ عاجزی و انکساری کرنے والا۔ ۵ ہر لالچی ذلیل ہے۔ ۶ ان میں سے پہلے قضیہ کو قدم اور دوسرا کوتالی کہتے ہیں۔ ۷ اور دیکھو دنوں میں خاص ارتباٹ بھی ہے یعنی تعلق ہے اور یہاں ایسا ہے جیسا کہ شرط کیسا تھا جس کو ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کا ہونا ضروری ہے۔ ۸ اس طرح سے کہ ان دنوں قضیوں میں خاص ارتباٹ بھی ہو اور اس ارتباٹ کی تفصیل شرطیہ کی قسموں میں سے معلوم ہو گئی یعنی واطح کاربٹ ہوگا۔ (۱) یا تو ایک قضیے کے ہونے پر دوسرے کا ہونا بیان ہوگا چاہے دوسرے کا ہونا نہ ہونا ضروری ہو کر ہو یا ویسے ہی۔ (۲) اور یادوں میں علیحدگی وجود ای کا ہونا نہ ہونا بیان ہوگا چاہے قضیوں ہی کی ذات سے جدا ہو یا ویسے ہی ہو۔

ان پڑھ ہے۔ ”زید پڑھا ہوا ہے“، ایک قضیہ ہے اور ”زید ان پڑھ ہے“، یہ دوسرا قضیہ ہے۔ اور ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کوتالی^۱ کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: قضیہ متصل، قضیہ منفصل۔

شرطیہ متصل: وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ اس میں یہ بات ہو کہ ایک قضیہ کے تسلیم کر لینے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت^۲ یا نفی کا حکم ہو۔ اگر ثبوت کا حکم ہوگا تو متصلہ موجہ کھلائے گا۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو جاندار بھی ہوگا۔ دیکھو: اس قضیہ میں ”زید“ کے انسان ہونے پر اس کے جاندار ہونے کا حکم کیا گیا ہے۔^۳ اور اگر نفی کا حکم ہوگا تو متصلہ سالبہ ہوگا۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو گھوڑا نہیں ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں ”زید“ کے انسان ہونے کی صورت پر اس کے گھوڑا ہونے کی نفی کی گئی ہے۔^۴

شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ ہے کہ اس میں دو چیزوں کے درمیان علیحدگی اور جدائی کے ثبوت یا نفی کا حکم کیا جائے۔ اگر جدائی کا ثبوت ہو تو اس کو منفصلہ موجہ کہتے ہیں۔ جیسے یہ شےٰ تو درخت ہے یا پتھر ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں درخت اور پتھر کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے کہ ایک ہی شےٰ درخت اور پتھر دونوں نہیں ہو سکتی۔^۵ اور اگر جدائی کی نفی کی گئی ہو تو اس قضیہ کو منفصلہ سالبہ کہتے ہیں۔ جیسے: یوں کہیں یا تو سورج نکلا ہوگا یادن ہوگا۔ یعنی ان دونوں باتوں میں جدائی نہیں بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔^۶

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں: شرطیہ متصلہ لزومیہ، شرطیہ متصلہ اتفاقیہ۔

شرطیہ متصلہ لزومیہ: وہ قضیہ^۷ ہے جس کے مقدم یعنی پہلے قضیہ اور تالی یعنی دوسرے قضیہ میں کسی

^۱ اور ان میں ایک خاص ارتباط بھی ہے یعنی تعلق ہے اگرچہ خلاف کا ہی ہے کہ ایک کے ہونے پر دوسرے کا نہ ہونا ضروری ہے، جیسے ضدوں اور نقيضوں میں ہوا ہے۔ ^۲ مورخ (بعد میں آنے والا) ^۳ ہونے یانہ ہونے کا۔

^۴ یعنی جاندار کا ثبوت کیا گیا ہے۔ ^۵ یعنی گھوڑا ہونے کا حکم کیا گیا۔ ^۶ کیونکہ درخت ہوگا تو پتھرنہ ہوگا، اور پتھر ہوگا تو درخت نہ ہوگا، تو معلوم ہوا کہ دونوں میں جدائی اور علیحدگی ہے۔ ^۷ چنانچہ ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں۔ ^۸ یعنی وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے۔

ایسی قسم کا تعلق ہو کہ جب اول پایا جائے تو دوسرا بھی ضرور ہو۔ ^۱ جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہو گا۔

شرطیہ متصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی میں اس قسم کا تعلق نہ ہو بلکہ دونوں قضیے اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں۔ جیسے: یوں کہیں کہ اگر انسان جاندار ہے تو پھر ہے جان ^۲ ہے۔

شرطیہ منفصلہ کی بھی دو قسمیں ہیں: شرطیہ منفصلہ عنادیہ، شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ۔

شرطیہ عنادیہ: وہ منفصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی کی ذات ہی ان کے درمیان جدائی کو چاہتی ہو جیسے: یہ عدد یا تو طاقت ہے یا جفت۔ دیکھو: ”طاقت“ اور ”جفت“ ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان کی ذات ^۳ جدائی کو چاہتی ہے کبھی ایک شے میں جمع نہ ہوں گے۔

شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی میں جدائی ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقاً ہو گئی ہو۔ جیسے: زید مثلاً لکھنا جانتا ہو اور شعر لکھنا نہ جانتا ہو تو یوں کہنا صحیح ہو گا کہ زید لکھنے والا ہے یا شاعر ہے۔ یعنی ان دونوں میں سے ایک بات ہے لیکن لکھنے اور شعر لکھنے کے فن میں جدائی ^۴ ضروری نہیں۔ ^۵ اس لئے کہ بعض لکھنا بھی جانتے ہیں اور شعر لکھنا بھی۔

شرطیہ منفصلہ کی پھر تین قسمیں ہیں: شرطیہ منفصلہ حقیقیہ، شرطیہ منفصلہ مانعۃ الجم، شرطیہ منفصلہ مانعۃ الکھلو۔

شرطیہ منفصلہ حقیقیہ: وہ منفصلہ قضیہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں ایسی جدائی اور انفصال ہو کہ دونوں ایک شے میں ایک دم سے نہ جمع ہوں اور نہ دونوں ایک شے سے ایک دم سے علیحدہ ^۶ ہو۔ یعنی ضرور ساتھ ساتھ ہو۔ ^۷ کیونکہ سورج نکلنے پر دن ہونا ضروری ہے۔ ^۸ کیونکہ انسان کے جاندار ہونے پر پھر کابے جان ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ اگر پھر بے جان نہ ہوتا تب بھی انسان جاندار ہوتا برخلاف پہلی مثال کے کہ اگر سورج نہ نکلتا تو دن نہ ہو سکتا۔ ^۹ کیونکہ جفت ان عدوں کا مجموعہ ہے جو برابر پورے تقسیم ہو سکیں۔ جیسے: دو چار چھوٹیہ اور طاقت وہ جو ایسا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ جو طاقت ہو گا جفت نہ ہو گا جو طاقت نہ ہو گا۔

یعنی لکھنے اور شعر لکھنے کی ذات جدائی کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ ویسے ایسا اتفاق سے ہے۔ ^{۱۰} بالکل اتفاق سے ایسا ہی ہو گیا ہے کہ زید میں دونوں باتیں جمع نہیں ورنہ بہت سے لوگوں میں جم جو تی ہیں۔ ^{۱۱} یعنی ان میں ایسی سخت جدائی ہے کہ وہ جو دو میں بھی جدار ہتے ہیں یعنی اگر ایک موجود ہو تو دوسرا معدوم ہو اگر ایک معدوم ہو تو دوسرا موجود ہو۔

ہوں، ایک ہوتا دوسرا ہرگز نہ ہو، اور ایک نہ ہوتا دوسرا ضرور موجود ہو۔ نہ تو یہ ہو گا کہ دونوں ہوں، اور نہ یہ ہو گا کہ دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاقت ہے یا جفت۔ دیکھو: ایک عدد یا تو طاقت ہو گا جفت ہو گا دونوں نہ ہوں گے اور نہ یہ ہو گا کہ کوئی عدد ایسا ہو کہ نہ طاقت ہونے جفت۔

مانعہ الجمع: وہ قضیہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شے کے اندر موجود تونہ ہو سکیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ایسی ہو کہ اس میں مقدم اور تالی دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ شے یا درخت ہے یا پتھر۔ دیکھو: ایک شے درخت اور پتھر نہیں ہو سکتی، ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی شے نہ درخت ہونے پتھر ہو۔ جیسے: انسان و فرس۔

مانعہ الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شے سے علیحدہ تونہ ہو سکیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مقدم اور تالی ایک شے کے اندر جمع ہو جائیں۔ جیسے: ^۲ زید پانی میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے۔ دیکھو: یہ دونوں ^۳ باتیں ایک دم سے علیحدہ نہیں ^۴ ہو سکتیں، کہ زید پانی میں نہ ہوا اور ڈوب جائے۔ ہاں دونوں جمع ہو سکتی ہیں کہ پانی میں ہوا اور ڈوبنے نہیں، بلکہ تیرتار ہے۔

سوالت

ذیل میں لکھے ہوئے قضیوں میں بتاؤ کہ ہر قضیہ کوئی قسم کا ہے شرطیہ یا حملیہ؟ اور شرطیہ کی کون سی قسم

^۱ یعنی ایسا نہ ہو گا کہ ایک عدد طاقت بھی ہو جائے اور جفت بھی، بلکہ طاقت ہو گا تو جفت نہ ہو گا اور جفت ہو گا تو طاقت نہ ہو گا۔
^۲ اس سے آسان مثال یہ ہے کہ ہر شے یا تو غیر شجر ہے یا غیر جمر ہے۔ سو ایسی کوئی چیز نہیں نکل سکتی جو نہ غیر شجر ہو اور نہ غیر جمر ہو ان میں سے ایک ضرور ہو گی اور یہ ہو سکتا ہے کہ غیر شجر بھی ہوا اور غیر جمر بھی۔ چنانچہ عام مجر میں اسی قسم کی چیزیں ہیں۔ ایک تو جمر، ایک شجر، ایک ان دونوں کے علاوہ، پس مجر تو غیر مجر صادق نہیں آتا لیکن غیر شجر صادق آتا ہے اور شجر پر غیر شجر صادق نہیں آتا، لیکن غیر مجر صادق آتا ہے اور بقیہ اشیاء پر غیر مجر بھی صادق آتا ہے اور غیر شجر بھی۔ خوب سمجھو لو۔

^۳ یعنی پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا۔ ^۴ اسی طرح کہ پہلی بات پانی میں ہونا بھی نہ پائی جائے بلکہ پانی میں نہ ہونا پایا جائے اور دوسری بات نہ ڈوب جانا بھی نہ پائی جائے بلکہ ڈوب جانا پایا جائے یعنی پانی میں نہ ہوتے ہوئے ڈوب جانا پایا جائے یہ نہیں ہو سکتا۔

ہے؟ متصلہ یا منفصلہ؟ اور اسی طرح حملیہ اور متصلہ و منفصلہ کی کوئی قسم ہے؟

- ۱۔ اگر یہ شے گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے؟
- ۲۔ یہ شے گھوڑا ہے یا گدھا؟
- ۳۔ اگر گھوڑا نہ نہ نہنے والا ہے تو انسان جسم ہے؟
- ۴۔ زید عالم ہے یا جاہل ہے؟
- ۵۔ زید شاعر ہے یا کاتب؟
- ۶۔ عمرو بولتا ہے یا گونگا ہے؟
- ۷۔ زید گھر میں ہے یا مسجد میں؟
- ۸۔ زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے؟
- ۹۔ خالد بیمار ہے یا تند رست ہے؟
- ۱۰۔ زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے؟
- ۱۱۔ یہ بات نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج لکلا ہو؟
- ۱۲۔ اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی؟
- ۱۳۔ اگر ایمان کے ساتھ اعمال صالح کرو گے تو جنت میں جاؤ گے؟
- ۱۴۔ آدمی نیک بخت ہے یا بد بخت؟
- ۱۵۔ آدمی نیک بخت ہے یا بد بخت؟

سبق چہارم

تناقض کا بیان

و حدتِ موضوع و محمول و مکان

در تناقض هشت وحدت شرط داد

قوت و فعل است در آخر زمان

و حدت شرط و اضافت جزو کل

جب دو قصیے ایسے ہوں کہ ایک موجہ ہو دوسرا سالہ اور ان میں یہ بات بھی ہو کہ ایک کو اگر سچا کہیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا کہنا پڑے۔ تو ان دونوں کے ایسے اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک قصیے کو دوسرے کی نقیض اور دونوں کو نقیضین کہتے ہیں۔ جیسے: زید عالم ہے اور زید عالم نہیں ہے۔ یہ دونوں قصیے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک سچا ہوگا تو دوسرے ایک دوسرے کی نقیض ہونا۔ اسی طرح اگر ایک کو جھوٹا نہیں تو دوسرے کو ضرور سچا کہنا پڑے۔

جھوٹا ہے۔ ان کے اس اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔ جن دو قصیوں میں تناقض ہوتا ہے وہ دونوں ایک دم سے نہ جمع ہے ہو سکتے ہیں اور نہ دونوں علیحدہ ہے ہو سکتے ہیں۔ مثلاً: مثال مذکور میں زید عالم ہوا اور عالم نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید نہ تو عالم ہوا اور نہ عالم نہ ہو۔ دو قصیے مخصوصہ یعنی جن کا موضوع خاص شخص ہوان میں تناقض جب ہوگا جبکہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متفق ہوں۔

اول: موضوع دونوں کا ایک ہو۔ اگر موضوع بدلت تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید کھڑا ہے زید کھڑا نہیں۔ ان دونوں میں تناقض ہے۔ اور زید کھڑا ہے عمر کھڑا نہیں۔ ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ دونوں میں قصیے پتھر ہو سکتے ہیں۔ **دوسرا:** مجمل دونوں کا ایک ہو، اگر مجمل ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا، جیسے: زید کھڑا ہے زید بیٹھا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ **تیسرا:** وہ دونوں قصیے مکان میں متفق ہوں۔ یعنی دونوں کام مکان ایک ہوا اگر مکان ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید مسجد میں بیٹھا ہے اور زید گھر میں نہیں بیٹھا۔ ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ **چوتھے:** دونوں قصیوں کا زمانہ ایک ہو۔ اگر زمانہ ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید دن کو اسی طرح باعکس۔ **پنجم:** اس طرح کہ دونوں پتھر ہو جائیں۔ **ششم:** اس طرح کہ دونوں جھوٹے ہو جائیں، بلکہ اگر ایک سچا ہو تو ایک جھوٹا۔ **سیمہ:** اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھ چیزوں میں متفق ہونا صرف دو مخصوصہ میں شرط ہے کیونکہ یہ شرط تناقض کی دو محصورہ میں بھی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے دو مخصوصہ میں تو صرف ان ہی آٹھ کااتفاق تناقض کیلئے کافی ہے، اور دو محصورہ میں ان کے علاوہ اور بھی ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ دونوں کلیے اور جزئی ہونے میں مختلف ہوں چنانچہ اس سبق کے آخر میں یہی مضمون آتا ہے۔ **پنجم:** اس طرح ایک قصیے میں ایک چیز موضوع ہوا اور دوسرے میں دوسری چیز ہوا اور ایسے ہی مجمل کا بدلا ہے۔ **ششم:** اگر واقع میں ایسا ہی ہو، ورنہ جھوٹے کے اور اسی طرح جھوٹے بھی۔ **سیمہ:** دونوں پتھر ہو سکتے ہیں اگر واقع میں زید کھڑا ہوا اور دونوں جھوٹے بھی ہو سکتے ہیں اگر واقع میں وہ بیٹھا ہو۔ **نهم:** جگہ یعنی دونوں کی جگہ ایک ہی ہوتا تو تناقض ہوگا اور اگر ایک کی جگہ اور ہے اور دوسرے کی اور تو پھر تناقض نہ ہوگا۔ **ویں وقت:**

کھڑا ہے اور زید رات کو کھڑا نہیں ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ دونوں باتیں سچی ہو سکتی ہیں اور جھوٹی بھی ہو سکتی ہیں۔ پانچویں: قوہ ^۱ اور فعل ^۲ میں دونوں قضیے ایک ہوں۔ یعنی ایک قضیے میں اگر یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول با فعل موضوع کیلئے ثابت ہے تو دوسراے میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول موضوع کیلئے با فعل ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک قضیے میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول موضوع کیلئے با القوہ ثابت ہے۔ یعنی اس میں محمول کے ثابت ہونے کی استعداد ولیاقت ہے تو دوسراے قضیے میں یہ بات ہو کہ محمول موضوع کیلئے با القوہ ثابت نہیں۔ یعنی موضوع میں محمول کے ثابت ہونے کی استعداد ولیاقت نہیں ہے تو تناقض ہو گا ورنہ نہ ہو گا جیسے: یوں کہیں کہ اس بوقت میں جو شراب ^۳ ہے اس میں نسلانے کی قوت ہے اور یہ شراب جو اسی بوقت میں ہے با فعل نسلانے والی نہیں تو ان دونوں قضیوں میں تناقض نہ ہو گا۔ اس لئے کہ دونوں قضیے سچے ^۴ ہیں ہاں اگر یوں کہیں کہ اس بوقت کی شراب میں نسلانے کی قوت ہے اور اس بوقت کی شراب میں نسلانے کی قوت نہیں ہے تو تناقض ہو گا۔ اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ایک دم سے سچی نہیں ہو سکتیں ^۵ یا یوں کہیں کہ اس بوقت کی شراب با فعل نسلانیوں کی ہے اور اس بوقت کی شراب

- ۱ ہو سکتا یعنی استعداد ولیاقت جیسے زید بالقوہ بادشاہ ہے یعنی ہو سکتا ہے استعداد رکھتا ہے۔ ۲ اسی وقت ہو گا۔
- ۳ توضیح اس کی یہ ہے کہ انگور کا تازہ شیرہ جس میں ابھی نسل کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی کبھی اس کو مجاز اشراب کہہ دیتے ہیں اس بناء پر کہ وہ آئندہ چل کر شراب بن سکتی ہے۔ جیسے مخادرات میں بولتے ہیں کہ آنالپسوالا ڈھالانک پسوانے کی چیزیں گھوڑے ہے مگر جو نکد وہ پس کر آنا ہو جائیں گے اس لئے مجاز گھوڑے کو آتا کہتے ہیں۔ استعداد ولیاقت کے بھی معنی ہیں۔ اب اگر ایسے شیرہ کی نسبت یہ واقعیت ہو لے جائیں ایک یہ کہ یہ شراب مسکر ہے اور دوسرا یہ شراب مسکر نہیں ہے اور پہلے قضیے میں یہ مراد ہو کہ بالقوہ مسکر ہے یعنی ابھی اس میں مسکر ہونے کی صفت پیدا نہیں ہوئی تو ان دونوں قضیوں میں ظاہر ہے کہ تناقض نہ ہو گا۔ یہی مطلب ہے متن کی عبارت کا خوب سمجھلو۔ یا مطلب یہ ہے کہ نسلانے کی قوت ہے۔ چنانچہ پہلے پر نسلانے ہو گا اور با فعل نہیں یعنی بوقت میں رہتے ہوئے نہیں۔ ۴ یا جھوٹے ہیں۔
- ۵ بلکہ اگر ایک سچی ہو گی تو دوسرا جھوٹی اور پہلی جھوٹی ہو گی تو دوسرا سچی۔

بالفعل نشہ لانے والی نہیں ہے۔ تب بھی تناقض ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دونوں باتیں بھی صحیح نہیں ہو سکتیں۔ **چھٹے:** دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو۔ اگر شرط میں اتفاق نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔

جیسے: زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو، زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ نہ لکھتا ہو۔ ان میں تناقض نہیں اس لئے کہ شرط ایک نہیں رہی۔

ساتویں: گل اور جزو میں دونوں قضیے متفق ہوں یعنی اگر ایک قضیے کا محول پورے موضوع کیلئے ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیے میں بھی اسی خاص جزء کیلئے ثابت ہو، اگر ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک قضیے میں تو موضوع کے گل کیلئے محول ثابت کیا گیا ہو اور دوسرے قضیے میں موضوع کے جزء کیلئے محول ثابت ہو تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: یوں کہیں جبشی کالا ہے اور جبشی کالا نہیں، تو دونوں قضیوں میں اگر یہ مراد ہے کہ جبشی کا جزء کالا ہے اور جبشی کا وہی جزء کالا نہیں، تو تناقض ہوگا۔ اس لئے اس میں پہلا قضیے صادق ہے اس لئے کہ دانت اس کے سفید ہوتے ہیں اور دوسرا جھوٹ ہوگا۔ یا پہلے قضیے میں یہ مراد لیں کہ جبشی کا گل کالا ہے اور دوسرے میں یہ مراد لیں کہ گل کالا نہیں ہے تو تب بھی تناقض ہوگا۔ اس لئے کہ دوسرا قضیے صحیح ہے اسیلے کہ وہ سارا کالا نہیں ہوتا اور پہلا جھوٹ ہے اس واسطے کہ دانت اسکے سفید ہوتے ہیں اور اگر پہلے قضیے میں یعنی ”جبشی کالا ہے“ میں یہ مراد لیں کہ ایک جزء اس کالا ہے اور دوسرے قضیے میں یعنی ”جبشی کالا نہیں ہے“ میں یہ مراد لیں یعنی تمام جبشی کالا نہیں۔ تو دونوں قضیے پتے ہو جائیں گے اور تناقض نہ رہے گا۔

آٹھویں: وہ دونوں قضیے اضافت میں متفق ہوں۔ یعنی ایک قضیے میں محول کی جو نسبت جس شے کی طرف ہے اس شے کی طرف دوسرے قضیے میں ہو اگر ایسا نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ مثلاً زید کی عمر و کاباپ ہے اور زید عمر و کاباپ نہیں ہے۔ ان میں تناقض ہے۔ اس لئے کہ دونوں میں محول ۱ اور اگر شرط ایک ہی ہوتے تناقض ہوگا، مثلاً زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو اور زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ لکھتا نہ ہو تو نہ دونوں پتے ہوں گے نہ جھوٹ بلکہ کوئی سایک جھوٹ ضرور ہوگا، ایسی ہی اگر نہ لکھنے کی شرط ہو۔ ۲ اور اگر پہلے میں یہ مراد لیا جائے کہ تمام کالا ہے اور دوسرے میں یہ مراد لیا جائے کہ کوئی جزء کالا نہیں تو دونوں جھوٹے ہو جائیں گے۔

یعنی باپ کی نسبت عمرو کی طرف ہے اور اگر یوں کہیں کہ زید عمر و کا باپ ہے، اور زید بکر کا باپ نہیں تو ان دونوں میں تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں قضیے سچ ہو سکتے ہیں۔

یہ آٹھ چیزیں ہیں، جن میں دونوں قضیوں کا متفق ہونا تناقض کیلئے ضروری ہے۔ یہ وحدات ثمانیہ کہلاتی ہیں۔ یہ تو مخصوصہ قضیے کا بیان تھا۔ اور اگر وہ دونوں قضیے محسوسہ ہوں تو ان میں بھی ان آٹھ چیزوں میں اتفاق ضروری ہے۔ اور علاوہ اس کے ایک شرط ان میں اور ہونی چاہیے۔ وہ یہ کہ ان میں سے اگر ایک کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ ہو۔ پس موجہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی، جیسے: ہر انسان جاندار ہے، موجہ کلیہ ہے۔ اس کی نقیض یہ ہوگی، بعض انسان جاندار نہیں ہیں۔ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجہ جزئیہ ہوگی، جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ یہ سالبہ کلیہ ہے اس کی نقیض بعض انسان پتھر ہیں ہوگی۔

سوالت

ان قضایا کی نقیض بتاؤ اور وجود و قضیے کیجا لکھے جاتے ہیں ان میں تمہارے نزدیک تناقض ہے یا نہیں
اگر نہیں تو کوئی شرط نہیں؟

۱۔ ہر گھوڑا جاندار ہے؟

۲۔ آٹھ اتفاقات کیونکہ آٹھ چیزوں میں دونوں قضیوں کا اتفاق ضروری ہے۔

۳۔ کیونکہ موجہ کی نقیض کا سالبہ ہونا تو تناقض کی تعریف ہی سے معلوم ہو چکا ہے اور کلیہ کے نقیض کا جزئیہ ہونا بھی اس نئی شرط سے معلوم ہوا اپس ثابت ہو گیا کہ موجہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ ہوگی۔ ایسے ہی آگے سمجھو۔

۴۔ شاید کسی کو وہ ہو کہ محسوسات تو چار ہیں ایک موجہ کلیہ ایک سالبہ کلیہ تو ان دونوں کی نقیض تو بتائی۔ باقی رہا ایک موجہ جزئیہ ایک سالبہ ان دونوں کی نقیض نہیں بتائی؟ جواب یہ ہے کہ جب ایک قضیہ کی نقیض دوسرا قضیہ ہوتا ہے تو اس دوسرے کی نقیض وہ پہلا قضیہ ہوتا ہے تو جب موجہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ کو بتایا تو اسی میں یہ بھی بتادیا کہ سالبہ جزئیہ کی نقیض موجہ کلیہ ہوگا۔ اسی طرح جب سالبہ کلیہ کی نقیض موجہ جزئیہ کو بتایا تو اسی میں یہ بھی بتادیا کہ موجہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوگا تو چاروں محسوسات کی نقیضیں معلوم ہو گئیں۔

- ۳۔ کوئی انسان درخت نہیں ہے؟
- ۴۔ عمر و مسجد میں ہے عمر و گھر میں نہیں ہے؟
- ۵۔ بکر زید کا بیٹا ہے بکر عمر و کا بیٹا نہیں ہے؟
- ۶۔ فرنگی گورا ہے فرنگی گورا نہیں ہے؟
- ۷۔ بعض سفید جاندار ہیں؟
- ۸۔ بعض انسان لکھنے والے ہیں؟
- ۹۔ بعض جاندار گدھ نہیں ہیں؟
- ۱۰۔ بعض انسان کوئی نہیں ہے؟
- ۱۱۔ بعض بکریاں کالی نہیں؟
- ۱۲۔ زیدرات کو سوتا ہے، زیددن کو نہیں سوتا؟

سبق پنجم

عکس میتوں کی بحث

عکس میتوں کسی قضیے کا یہ ہے کہ اس قضیے کے اول جزو کو دوسرا جزو کر دیا جائے اور دوسرے جزو کو پہلا جزو بنادیا جائے۔ یعنی بالکل اُنٹ دیا جائے اور یہ اُنٹ بلٹ ایسے طور سے کریں کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا جو اس کا الٹا ہے وہ بھی سچا ہی رہے اور پہلا اگر موجہ ہے تو دوسرا بھی موجہ ہی ہو، اور پہلا اگر سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہی ہو، اور اس دوسرے اُنٹے ہوئے قضیے کو پہلے کا عکس میتوں کہتے ہیں۔ جیسے: ہر انسان ^۱ جاندار ہے۔ اس کا عکس ^۲ نکلے گا کہ بعض جاندار انسان ہیں۔ یہ نکلے گا کہ ہر جاندار انسان ہے۔ کیونکہ یہ غلط ^۳ ہو جائیگا۔ اس واسطے موجہ کلیہ کا عکس موجہ جزئیہ آتا ہے، ^۴ اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آیگا۔ جیسے: کوئی انسان پھر نہیں، اس کا عکس کوئی پھر انسان نہیں آئے گا۔ اور

^۱ کیونکہ انسان پہلا جزو تھا اور جاندار دوسرا تھا جاندار کو پہلا کر دیا اور انسان کو دوسرا کر دیا۔ تب بعض جاندار انسان ہیں عکس نکلا اور پہلا قضیہ موجہ ہے یہ دوسرا بھی موجہ ہے اور پہلا سچا ہے تو یہ دوسرا بھی سچا ہے۔

^۲ کیونکہ بہت جاندار ایسے ہیں جو انسان نہیں جیسے: گائے، بیتل، بکری، گھوڑا، گدھا وغیرہ تو اس میں اصل قضیہ سچا تھا عکس سچا نہ رہا، اس لئے غلط ہو گیا۔ ^۳ اور موجہ جزئیہ کا عکس بھی موجہ جزئیہ آتا ہے، جیسے بعض انسان جاندار ہیں کا عکس بھی بعض جاندار انسان ہیں آئے گا اور موجہ کلیہ نہیں آیا۔

سالبہ جزئیہ کا عکس ہر جگہ لازمی ^۱ طور سے نہیں آتا۔ ^۲ کیوں بعض جاندار انسان نہیں، سالبہ جزئیہ ہے۔ اس کا عکس بعض انسان جاندار نہیں اگر زکالیں تو صادق ^۳ نہ ہو گا۔

سوالت

مندرجہ ذیل قضايا کا عکس لکھیں:

- ۱۔ کوئی گدھا بے جان نہیں ہے؟
- ۲۔ کوئی گھوڑا عاقل نہیں ہے؟
- ۳۔ ہر ریض ذلیل ہے؟
- ۴۔ ہر قناعت کرنے والا عزیز ہے؟
- ۵۔ ہر مسلمان خدا کو ایک جانے والا ہے؟
- ۶۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے؟
- ۷۔ بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں؟
- ۸۔ بعض مسلمان نمازی ہیں؟

حکم: قضايا کی تمام بحثوں میں جو اصطلاحات منطقیہ لکھی گئی ہیں اور جنکی تعریف ہم نے پڑھی ہیں انکی فہرست لکھی جاتی ہے انکو زبانی کرو اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو۔

فہرست اصطلاحات منطقیہ مذکورہ

حجّت، قضیہ، حملیہ، شرطیہ، موجہ، سالبہ، موضوع، محمول، مخصوصہ، طبعیہ، مخصوصہ، مہملہ، موجہہ کلیہ، موجہہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ، مخصوصات اربعہ، متصلہ، منفصلہ، متصلہ موجہ، متصلہ سالبہ، منفصلہ موجہ، منفصلہ سالبہ، مقدم، تالی، لزومیہ، اتفاقیہ، عنادیہ، منفصلہ اتفاقیہ، منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ اجماع، مانعۃ الخلو، تناقض، تقیض، نقیضین، وحدات ثمانیہ، عکس مستوی۔

^۱ اگر کبھی سچا نکل بھی آئے تو اس کا اعتبار نہیں۔ جیسے بعض سفید جاندار نہیں کا عکس یہ کہ بعض جاندار سفید نہیں سچا ہے مگر اعتبار اس لئے نہیں کہ منطق کے قاعدے بھی کلی ہوتے ہیں لہذا اس عکس کا اعتبار ہو گا جو ہمیشہ آئے۔

^۲ نہ سالبہ جزئیہ جیسا کہ متن میں مذکور ہے اور نہ سالبہ کلیہ کیونکہ جب سالبہ جزئیہ ہر جگہ صادق نہیں آتا تو سالبہ کلیہ ہر جگہ کیسے صادق آئے گا۔ ^۳ کیونکہ ہر انسان جاندار ہے اور ایسے ہی سالبہ کلیہ کوئی انسان جاندار نہیں بھی جھوٹا ہے۔

سبق ششم

حجت کی قسمیں

حجت (جس کی تعریف تم پڑھ چکے ہو) کی تین قسمیں ہیں: قیاس، استقراء، تمثیل۔

قیاس: وہ قول ہے جو ایسے دو یا زیادہ قضیوں سے مل کر بننے کے لئے کہ اگر ان ^۱ قضیوں کو مان لیں تو ایک اور قضیہ کو بھی ماننا پڑے اور یہ قضیہ جس کو ماننا ضروری ہے نتیجہ قیاس کہلاتا ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے، اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ وققیہ ہیں، ان کو اگر تم مان لو تو ان کے ماننے سے تم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم ہے اس میں یہ وققیہ تو قیاس کہلانی میں گے اور تیسرا قضیہ جس کا ماننا لازم ہے، نتیجہ کہلاتا ^۲ ہے۔ خوب سمجھ لو: اور نتیجہ کے اندر جو وققیہ قیاس کا جزو بنے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ جیسے: مثال مذکور میں ”ہر انسان جاندار ہے“ یہ ایک مقدمہ ہے اور ”ہر جاندار جسم ہے“ یہ دوسرا مقدمہ ہے۔ جس مقدمہ میں اصغر (نتیجہ کے موضوع) کا ذکر ہو اس کو صغری کہتے ہیں اور جس مقدمہ میں اکبر (نتیجہ کے محمول) کا ذکر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔ جیسے: مثال مذکور میں ”ہر انسان جاندار ہے“ صغری ہے۔ اس لئے کہ اس میں اصغر یعنی ”ہر انسان“ مذکور ہے ”اور جاندار جسم ہے“ کبریٰ ہے، اسلیے کہ اس میں اکبر یعنی جسم کا ذکر ہے، اور اصغر و اکبر کے سوا جو شے قیاس میں مکر مذکور ہو، وہ حد اوسط کہلاتی ہے۔ مثال مذکور میں ”جاندار“ حد اوسط ہے اس لئے کہ یہ اصغر اور اکبر کے سوا ہے اور دو دفعہ اس کا ذکر آیا ہے۔ سہولت کے لئے نقشہ قیاس کا لکھا جاتا ہے، اس سے اصطلاحات کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے۔

^۱ چاہے وہ واقعی ہوں چاہے نہ ہوں، پس اگر ان کو مان لیں تو ایسا ہو۔

^۲ یہ تو واقعی اور پتے قتضیے تھے، اور جھوٹے قضیوں کو بھی مان لیں تو بھی لازم آئے۔ جیسے: ہر آدمی گدھا پتھر ہے، اگر ان کو مان لیں تو یہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی پتھر ہے۔

قیاس			
مقدمہ دوم		مقدمہ اول	
کبریٰ		صغریٰ	
اکبر	حداوسط	حداوسط	اصغر
جسم ہے	ہر جاندار	جاندار ہے	ہر انسان
نتیجہ		نتیجہ	
ہر انسان جسم ہے			

فائدہ: قیاس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حد اوسط کو دونوں گلہ سے حذف کر دو، باقی جو رہے گا وہ نتیجہ ہو گا۔ نقشہ میں دیکھو کہ ”جاندار“ کو جو حد اوسط ہے، حذف کر دیں تو باقی ہر انسان جسم ہے رہ جائے گا، اور یہی نتیجہ ہے۔

اس کے بعد یہ سمجھو کہ حد اوسط کو اصغر اور اکبر کے پاس ہونے سے جو قیاس کی بیان حاصل ہوتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں، اور شکلیں کل چار ہیں۔ اگر حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو اس کو شکل اول کہتے ہیں۔ مثال اس کی نقشہ مذکور میں ہے۔ اور حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو وہ شکل ثانی ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور کوئی پتھر جاندار نہیں۔ نتیجہ اس کا کوئی انسان پتھر نہیں، ہے۔ اور اگر حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اس کو شکل

۱۔ سہل طریقہ سے یہ بھیجیے کہ اگر دونوں میں محمول تو ثانی شکل، اور دونوں میں موضوع تو ثالث، اور اگر صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو شکل اول اور پھر اس کا الٹا ہو تو رابع۔ ۲۔ ان مثالوں میں جو تم نتیجہ مختلف دیکھتے ہو شاید تم اس کی وجہ سوچنے میں جیران ہو تو سمجھ لو کہ اس کا قاعدہ آگے کی کتابوں میں پڑھو گے اس قاعدہ سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ نتیجہ کہاں موجود کیا ہے اور کہاں موجود جزئیہ اور کہاں سالبہ کلیہ اور کہاں سالبہ جزئیہ۔

۳۔ اکثر نتیجہ کم درج کا نکلتا ہے، یعنی صغریٰ اور کبریٰ میں سے ایک موجود ایک سالبہ ہے تو نتیجہ سالبہ آئے گا اور ایک کلیہ اور ایک جزئیہ ہے تو جزئیہ آئے گا اور دونوں موجودہ توجہ ہی اور دونوں کلیہ توجہ کلیہ ہی آئے گا اسی لئے پہلی شکل کی مثال کا نتیجہ موجودہ کلیہ دوسری کا سالبہ کلیہ تیسری اور پوچھی کا موجودہ جزئیہ ہے۔

ثالث کہتے ہیں۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور بعض انسان لکھنے والے ہیں۔ نتیجہ: بعض جاندار لکھنے والے ہیں۔ اور اگر حد اوسط صغری میں موضوع اور کبری میں محول ہو تو وہ شکل رامع ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور بعض لکھنے والے انسان ہیں۔ نتیجہ: بعض جاندار لکھنے والے ہیں۔

سوالات

ذیل میں چند قیاس لکھے جاتے ہیں، ان میں اصغر و اکبر و حد اوسط و صغری و کبری کو شناخت کرو اور متن پر بھی بیان کرو۔

- (۱) ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے؟
- (۲) ہر انسان جاندار ہے اور کوئی جاندار پتھرنیں؟
- (۳) بعض جاندار گھوڑے ہیں اور ہر گھوڑا اپنہ نے والا ہے؟
- (۴) بعض مسلمان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے؟
- (۵) بعض مسلمان ڈاڑھی منڈانے والے ہیں اور کوئی ڈاڑھی منڈانے والا اللہ کو نہیں بھاتا؟
- (۶) ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے اور ہر سجدہ کرنے والا اللہ کا مطمع ہے؟

سبق ہفتہ

قیاس کی قسمیں

قیاس کی دو قسمیں ہیں: قیاس \square استثنائی، قیاس اقتراضی

۱ فرمائیں \square قیاس میں نتیجہ کا بیان ہوتا تو ضروری ہے چاہے پورا کا پورا ایک جگہ ہو اور چاہے جزو، جزو آیا ہو اور چاہے اس کے کسی جزو کی نقیض کی صورت میں اور یہ اس لئے تاکہ وہ ابھی صغری و کبری سے لازم بھی آجائے اب اگر پورا کا پورا یا نقیض کی صورت میں مذکور ہو تو وہ قیاس استثنائی ہے اور اگر جزو، جزو ہو کر بیان ہوتا اقتراضی ہے۔

۲ اس میں متبدیں کیلئے ضروری ہے کہ دوسرے عنوان سے اس کی حقیقت سمجھائی جائے پھر متن کے عنوان کو اس پر منطبق کر دیا جائے۔ تو سنو! قیاس استثنائی وہ ہے، جو ایسے دو قصیوں سے مرکب ہو جن میں پہلا شرطیہ ہو، (باقیہ صفحہ: ۲۲)

(ب) **حکایہ حاشیہ صفحہ: ۲۳** خواہ منفصلہ ہو یا منفصلہ، پھر منفصلہ میں خواہ حقیقت ہو یا نہ۔ اجھے جمع ہو یا نہ۔ اخشو، اور دوسرا قضیہ حملیہ ہو اور لیکن سے شروع ہو اور اس کا مضمون یہ ہو کہ اس میں مقدم کا یا تالی کا اثبات ہو یا مقدم یا تالی کی نئی ہو پس یہ استثنائی کی حقیقت ہے۔ آگے نتیجہ میں تفصیل ہے اگر پہلا قضیہ منفصلہ ہو تو اس دوسرے قضیہ میں یا تو مقدم کا اثبات ہوتا ہے اور یا تالی کی نئی ہے تو نتیجہ مقدم کی نئی ہے۔ جیسے: یوں کہیں کہ جب سورج نکلے گا دون موجود ہو گا پہلا قضیہ ہے اور شرطیہ منفصلہ ہے پھر کہیں کہ لیکن سورج نکلا ہوا ہے یہ دوسرा قضیہ ہے اور حملیہ ہے اور لیکن سے شروع ہوا ہے اور مضمون اس کا یہ ہے کہ اس میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلا گا۔ یعنی نتیجہ یہ ہو گا کہ دن موجود ہے اس کا نام آگے کی آسانی کیلئے مثال اول بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھیں۔ اور اگر پہلا قضیہ وہی اوپر والا ہے شرطیہ منفصلہ ہے یعنی جب سورج نکلے گا دون موجود ہو گا اور دوسرा قضیہ کہیں کہ لیکن دن موجود نہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ اس میں تالی کی نئی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کی نئی نتیجہ یہ ہو گا کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے۔ اس کا نام مثال ثانی رکھتا ہوں۔ اس عنوان سے استثنائی کی حقیقت خوب سمجھنے گے۔ کتاب کے متن میں یہی دو مثالیں مذکور ہیں۔ اب کتاب کی تعریف کو منطبق کرتا ہوں یہ تو تم کو معلوم ہو گیا کہ مثال اول میں نتیجہ یہ ہے کہ دن موجود ہے اب دیکھو کہ یہی نتیجہ اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے۔ کیونکہ یہ قضیہ اول کی تالی ہے قضیہ میں مذکور ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اسے سمجھو کہ مثال ثانی میں نتیجہ یہ ہے کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے اب دیکھو کہ اس نتیجہ کی نقیض اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے کیونکہ قضیہ اول کا مقدم یہ ہے کہ سورج نکلے گا اور نتیجہ اس کی نقیض ہے (گروابط بد لے ہوئے ہوں) پس مثال اول میں یہ بات صادق آئی اور اس قیاس میں خود نتیجہ مذکور ہے اور مثال ثانی میں یہ بات صادق آئی کہ اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض مذکور ہے پس کتاب میں دوسری کتابوں میں بھی اسی طرح تعریف کردی گئی کہ قیاس استثنائی وہ ہے جس میں نتیجہ یا نقیض نتیجہ مذکور ہوا مراد یہ ہے کہ نتیجہ یا نقیض نتیجہ پہلے مبتدی اس میں چکراتا ہے کوئی تو نہ سمجھتے۔ اور کوئی اس وجہ سے کہ تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اس پر کہ اول نتیجہ اس قیاس کا معلوم ہو اور نتیجہ جانا اس پر موقوف ہے کہ اول اس قیاس کی حقیقت معلوم ہوتا کہ قیاس استثنائی کے نتیجہ نکلنے کے جو قاعدے ہیں ان قاعدوں کے موافق نتیجہ نکال سکے۔ میری توضیح کے بعد اول آسانی سے حقیقت استثنائی کی سمجھ میں آگئی اور کتابوں میں جو تعریف مذکور ہے وہ بھی آسانی سے اس پر منطبق ہو گئی۔ اور جو قیاس ایسا نہ ہوا فقرت انی ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے اور نتیجہ یہ کہ ہر انسان جسم ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نہ بعینہ نتیجہ مذکور ہے لیکن ہر انسان جسم ہے اور نہ اس کی نقیض مذکور ہے لیکن بعض انسان جنم نہیں۔ سمجھانے کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا مگر آگے چل کر کار آمد ہونے کیلئے جس قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ منفصلہ ہوا سکے نتیجہ کی تفصیل بھی بیان کر دیتا ہوں۔ وہ اس طرح ہے کہ دیکھنا چاہیے (ب) **صفحہ: ۲۳**

قياس استثنائی: وہ قیاس ہے جو وہ قضیوں سے مرکب ہوا اور پہلا قضیہ شرطیہ ہوا اور ان دونوں کے

(بقیہ صفحہ: ۴۲) کوہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہے یا مانعہ اجمعی مانعہ اخلو۔ اگر منفصلہ حقیقیہ ہے تو دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کی کا اثبات کیا گیا ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے اور اگر تالی کا اثبات کیا گیا تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے اور اگر دوسرے قضیہ میں مقدم کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے۔ اور اگر تالی کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات ہے۔

یہ چار صورتیں ہوئیں: پہلی صورت کی مثال عدد یازون ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ فرد نہیں۔ (اس کا نام سلسلہ سابقہ سے مثال سوم رکھتا ہوں) دوسری صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد فرد ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ زوج نہیں (اس کا نام مثال چارم رکھتا ہوں)۔ تیسرا صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج نہیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ فرد ہے (اس کا نام مثال پنجم رکھتا ہوں)۔

چوتھی صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن فرد نہیں نتیجہ یہ ہو گا کہ زوج ہو گا (اس کا نام مثال ششم رکھتا ہوں)۔ یہ منفصلہ حقیقیہ کا بیان ہو گیا اور اگر پہلا قضیہ مانعہ اجمعی ہے تو دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے اور اگر تالی کا اثبات ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے۔ یہ دو صورتیں ہوئیں پہلی صورت کی مثال: شے یا جر ہے یا شجر لیکن یہ شے یا جر ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ شجر نہیں (اس کا نام مثال هشتم رکھتا ہوں) دوسری صورت کی مثال: شے یا جر ہے یا شجر لیکن یہ شے یا جر ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ جر نہیں۔ (اس کا نام مثال هشتم رکھتا ہوں) اور اس میں بھی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں۔ اگر مقدم کی نفی اور تالی کی نفی نتیجہ نہیں دیتی کیونکہ جر نہ ہونا یا شجر نہ ہونا یا شجر نہ ہونے سے جر ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں اور اگر پہلا قضیہ مانعہ اخلو ہے تو اس کے متاثر بالکل مانعہ اخلو کے عکس میں یعنی دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کی نفی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے اور اگر تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کیا اثبات ہے۔ یہ دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت کی مثال: شے یا لا جر ہے یا لا شجر ہے لاجنہیں ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ لا جر ہے (اس کا نام مثال نهم رکھتا ہوں)۔ دوسری صورت کی مثال: شے یا لا جر ہے یا لا شجر لیکن یہ شے لا شجر نہیں ہے نتیجہ یہ ہو گا کہ لا جر ہے (نام اس کا مثال دهم رکھتا ہوں) اور اس میں بھی مثل مانعہ اجمعی کے بھی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں اور مقدم کا اثبات اور تالی کا اثبات نتیجہ نہیں دیتا کیونکہ لا جر ہونے سے لا شجر کا ہونا یا نہ ہونا یا لا شجر ہونے سے لا جر کا ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں یہ سب منفصلہ کا بیان ہو گیا۔ اور یہ سب دس کی دس مثالیں قیاس استثنائی کی ہوئیں ان میں سے اول کی دو مثالاں میں تو نتیجہ یا نقیض نتیجہ کا قیاس میں مذکور ہونا پہلے بیان ہو چکا تھا اب آخر کی آٹھ مثالاں کو بھی دیکھ لو کہ ان میں بھی بھی بات ہے چنانچہ مثال سوم و چارم و هشتم و هشتم میں نقیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہے اور مثال پنجم و ششم و نہم و دہم میں نتیجہ مذکور ہے ایک ایک کو مل کر دیکھ لو۔

درمیان لفظ لیکن آئے اور خود نتیجہ یا نتیجہ کی نقیض اس قیاس میں مذکور ہو۔ جیسے: جب سورج نکلے گا دن موجود ہو گا لیکن سورج موجود ہے پس دن موجود ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نتیجہ بعضیہ مذکور ہے۔ جیسے: جب سورج نکلے گا دن موجود ہو گا لیکن دن موجود نہیں ہے پس سورج نہیں ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نتیجہ کی نقیض یعنی سورج نکلے گا مذکور ہے۔

قیاس اقتراضی: وہ ہے جس میں حرف لیکن مذکور نہ ہو اور نتیجہ یا نقیض نتیجہ بعضیہ مذکور نہ ہو۔
جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے، پس ہر انسان جسم ہے۔
دیکھو: اس میں نتیجہ کے اجزاء ”انسان“ و ”جسم“ الگ الگ تو قیاس میں مذکور ہیں^۵ مگر نتیجہ بعضیہ یا اس کی نقیض مذکور نہیں ہے۔ اور نہ اس میں حرف لیکن ہے۔

سبق هشتم

استقراء اور تمثیل کا بیان

کسی کلی کی جزئیات میں ہماری جستجو کے موافق ہر ہر جزئی میں جب کوئی خاص بات^۶ ہم کو ملے پھر اس خاص بات کا حکم ہم اس کلی کے تمام افراد پر کرو، تو یہ استقراء کہلاتا ہے اگرچہ کوئی جزئی

۱ بعضیہ نتیجہ کے مذکور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محول جس ترتیب سے قیاس میں بلا فصل موجود ہوں چاہے نسبت کسی صورت کی ہو۔ جیسے: یہاں دن موجود ہے (نتیجہ صغیری میں تالی بن کر دن موجود ہو گا) کی صورت میں ہے اور دوسری مثال میں سورج موجود نہیں ہے نتیجہ اس کی نقیض (سورج موجود ہے صغیری میں ”سورج نکلے گا“) کی صورت سے بیان ہے۔ ۲ نہ صغیری میں نہ کبری میں اور بعضیہ نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محول اس ترتیب سے جس ترتیب سے اس میں موجود ہیں نہ ہوں یعنی قریب کر کے اس کے موضوع کا محول وہی نتیجہ والا محول اور اس کے محول کا موضوع وہی نتیجہ والا موضوع نہ ہو مگر نتیجہ کے موضوع و محول دونوں الگ الگ ہو کر ہوں ضرور اول صغیری میں دوسرا کبری میں۔ ۳ چنانچہ اصغر یعنی انسان تو صغیری میں موضوع ہے اور اس کا محول نتیجہ والا محول نہیں حد اوسط ہے اور کبری یعنی جنم کبری میں محول ہے اور اس کا موضوع نتیجہ والا موضوع عنیں ہے بلکہ حد اوسط ہے۔ ۴ کوئی حکم۔

ایسی بھی ہونا ممکن ہو کہ اس میں وہ خاص بات نہ ہو۔ جیسے دہلی کا رہنے والا ایک لگنی ہے اس کی جزئیات وہ ہیں جو دہلی میں آدمی رہتے ہیں۔ ان میں ہم نے اپنی جستجو کے مطابق دیکھا کہ ہر ایک میں عقل ہے۔ اس کے بعد سے حکم عقلمند ہونے کا اس لگنی کے تمام افراد پر کر دیا اور یہ کہا کہ دہلی کے سب رہنے والے عاقل ہیں۔^۱ استقراء یقین کا فائدہ نہیں دیتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی دہلی کا رہنے والا ایسا بھی ہو کہ تمہاری تلاش میں نہ آیا ہو اور اس میں عقل نہ ہو یا کسی جزوی خاص میں ہم نے کوئی بات^۲ دیکھی پھر ہم نے اس بات کی علت تلاش کی یعنی یہ سوچا کہ یہ بات اس شے خاص میں کیوں ہے؟ اور سوچنے سے تم کو اس کی وجہ^۳ علت مل گئی پھر وہی علت ایک دوسری شے میں ہم کو ملی تو اس میں بھی ہم نے اس بات کو ثابت کر دیا اس کو تمثیل کہتے ہیں جیسے: شراب کے اندر ہم نے دیکھا کہ یہ حرام ہے تو ہم نے اس کے حرام ہونے کی وجہ سوچی۔ تلاش کرنے سے پتہ چلا کہ اس کی وجہ نہ ہے۔ پھر یہی نشہ ہم نے دیکھا کہ بھنگ میں بھی ہے۔ تو وہی بات یعنی حرام ہونے کا حکم ہم نے اس پر بھی لگادیا۔ اب یہاں چار چیزیں ہوئیں۔ ایک وہ شے جس کے اندر اصل میں وہ بات ہے اس شے کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ بات جو اصل کے اندر موجود ہے وہ حکم کہلاتا ہے۔ تیسرا اس کی وجہ جو ہم نے تلاش کر کے نکالی ہے وہ علت کہلاتی ہے۔ چوتھی شے وہ جس کے اندر ہم نے علت دیکھی اور حکم اس میں بھی جاری کیا اس کا نام مقیس اور فرع ہے۔ (نقشہ ذیل سے خوب سمجھو:)

مقیس یا فرع	علت	حکم	مقیس علیہ یا اصل
بھنگ	نشہ	حرام ہونا	شراب

^۱ تو اسے استقراء کہیں گے۔ ^۲ کوئی حکم۔

^۳ وہ وجہ جس پر اس حکم ہونے کا مدار ہوا اور جس کی وجہ سے ہی یہ حکم ہو رہا ہے۔

تمثیل سے بھی یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جو مقیس علیہ کی علت ہم نے نکالی ہے ممکن ہے وہ اس حکم کی علت نہ ہو۔

سبق نہم

دلیل لئی اور دلیل انی

جاننا چاہیے کہ نتیجہ کا علم ہم کو قیاس کے دوقضیوں کے ماننے سے جو ہوتا ہے یہ حد اوسط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دیکھو: ہر انسان جاندار ہے ہر جاندار جسم والا ہے۔ ان دونوں مقدموں سے ہم کو یہ علم ہوا کہ جسم ہر انسان کیلئے ثابت ہے۔ یہ حد اوسط یعنی جاندار کی وجہ سے ہوا۔ ورنہ قیاس میں اس کے سوا کوئی اور شے ایسی نہیں جس کی وجہ سے ہم کو یہ علم ہو۔

پس معلوم ہوا کہ اکبر (مجموع نتیجہ) کا جواہر (نتیجہ کے موضوع) کیلئے ثابت ہونا ہم کو معلوم ہوا اس علم کی علت حد اوسط ہے۔ پھر جیسے حد اوسط ہمارے اس علم کی علت ہے اگر حقیقت میں بھی اکبر کے اصغر کیلئے ثابت ہونیکی علت یہی ہو تو یہ دلیل لئی ہے۔ جیسے: زمین دھوپ والی ہو رہی ہے اور ہر دھوپ والی شے روشن ہوتی ہے پس زمین روشن ہے۔ دیکھو: اس مثال میں جیسے دھوپ والی

۱ مثلاً کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ غاصب (زبر دستی چھین لینے والا) کا بھی ہاتھ کا ناجائے کیونکہ چور کا ہاتھ کا ناجا نسب مانتے ہیں اور علات اس کی غیر کامال بدن رضا مندی لینا ہے اور یہ بات غصب میں بھی پائی جاتی ہے تو اس کا حکم بھی یہی (ہاتھ کا نا) ہونا چاہیے۔ تو دوسرا شخص اس کو جواب دے گا کہ جو علت مقیس علیہ کی ہم نے نکالی ہے وہ نہیں مانتے کہ وہ اس کی علت ہے۔ بلکہ اسکی علت دوسرے کامال بدن رضا مندی کی خفیہ طور پر لینا ہے اور یہ بات غصب میں نہیں پائی جاتی (کیونکہ وہاں تو حکم کھلا جاتا ہے)۔ اس لئے غصب میں وہ حکم ہاتھ کا نئے کا بھی ثابت نہ ہو گا۔

۲ ایسی علت نہ ہو کہ جس پر حکم کا مدار ہو۔ ۳ صغیر اکبری۔

۴ یعنی چاہے وہ حقیقت میں بھی ہوں چاہے نہ بھی ہوں۔ ۵ کیونکہ جسم ہونا جاندار کے واسطے ثابت ہوا اور پھر چونکہ انسان بھی جاندار ہے اور جاندار اس کے واسطے ثابت ہو چکا ہے اس لئے جسم اس کیلئے بھی ثابت ہوا غرض انسان کیلئے جسم ہونا ثابت ہوا تو جاندار ہونے کی وجہ سے ہی ثابت ہوا۔

ہونے سے ہم کو زمین کے روشن ہونیکا علم ہوا اسی طرح حقیقت میں بھی دھوپ والی ہونا روشن ہونیکی علت ۱ ہے۔ اور اگر حد اوسط صرف ہمارے علم ہی کی علت ہو اور حقیقت میں نہ ہو تو دلیل اتنی ہے۔ جیسے: یوں کہیں زمین روشن ہے اور ہر روشن شستے دھوپ والی ہے پس زمین دھوپ والی ہے دیکھو: اس مثال میں زمین کی روشنی سے ہم کو اس کے دھوپ والی ہونے کا علم ہوا ہے اور حقیقت میں دھوپ والی ہونے کی علت روشنی نہیں ہے بلکہ برعکس ۲ ہے۔

سبق دہام

مادہ قیاس کا بیان

جاننا چاہیے کہ ہر قیاس کی ایک صورت ۳ ہے اور ایک مادہ ۴ صورت قیاس کی تو اس کی وہ ہیئت ہے جو اسکے مقدمات ۵ کے ترتیب دینے سے اور حد اوسط کے ملانے سے اس کو حاصل ہوتی ہے۔ ۶ اور مادہ قیاس وہ مضامین ۷ اور معانی ہیں جو مقدمات ۸ قیاس کے ہیں یعنی یہ مقدمات

۱ کیونکہ دھوپ کی وجہ سے روشنی ہوتی ہے روشنی کی وجہ سے دھوپ نہیں ہوتی۔ ۲ اور دلیل لمی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا تقليل کہلاتا ہے اور دلیل انی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے۔ اب میں آسان کر کے سمجھاتا ہوں کہ دلیل لمی کا خلاصہ کسی حکم کا اس کی علت واقعہ سے ثابت کرنا ہے اور دلیل انی کا حاصل کسی حکم کا اسکی علامت سے ثابت کرنا ہے مثلاً متن سے زیادہ واضح اور آسان مثال تجوہ آگ علت ہے دھوپیں کی اور دھواں علامت ہے۔ آگ اگ تم نے آگ بھٹی میں جلتی دیکھی جس کا دھواں نہیں کے ذریعے سے اوپر سے نکل رہا ہے اور تم نے دھواں نہیں دیکھا اور یوں کہا کہ آگ موجود ہے اور جب آگ موجود ہوگی دھواں موجود ہوگا پس یہاں بھی دھواں موجود ہے یہ دلیل لمی ہے اور اگر تم نے نہیں کے سرے سے دھواں نکلتا ہوا دیکھا اور یوں کہا کہ دھواں موجود ہے اور جب دھواں موجود ہوگا آگ بھی موجود ہوگی پس یہاں بھی آگ موجود ہے یہ دلیل انی ہے۔ ۳ موجود ہیات۔

۴ جس سے کوئی چیز بن سکے یعنی اجزاء۔ ۵ صفری کے پہلے اور کبریٰ کے بعد میں ہونے اور حد اوسط محمول و موضوع ہونے کے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۶ جو کہ بیان سبق ششم صفحہ ۳۹ میں ہو چکا ہے۔ ۷ الفاظ نہیں کیونکہ مقصود معانی ہی ہیں اور کبھی کبھی مجازی معنی سے الفاظ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ ۸ صفری و کبریٰ۔

^۱ یقینی ہیں یا ناطقی وغیرہ ہیں۔

پس قیاس کی باعتبار مادہ کے پانچ فتمیں ہیں اور ان کو صناعاتِ خمس کہتے ہیں:

قیاس برہانی، قیاس جدلی، قیاس خطابی، قیاس شعری، قیاس سفلی۔

برہان: وہ قیاس ہے جو مقدماتِ یقینیہ سے مرکب ہو خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری جیسے: محمد ﷺ کے رسول ہیں اور ہر اللہ کا رسول واجب الاطاعت ہے۔ پس محمد ﷺ واجب الاطاعت ہے۔

بدیہیات کی چھ فتمیں ہیں:

اولیات، فطریات، حدیات، مشاہدات، تجربیات، متواترات۔

اولیات: وہ قضیے ہیں کہ موضوع و محمول کے صرف ذہن میں آنے سے عقل ان کو تسلیم کر لے دلیل کی بالکل ضرورت نہ ہو۔ جیسے: کل اپنے جزو سے بڑا ہوتا ہے۔

فطریات: وہ قضیے ہیں کہ جب وہ ذہن میں آئیں تو ان کی دلیل ذہن سے غائب نہیں ہوتی جیسے: چار چفت ہے اور تین طاق ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں چار کے چفت ہونے کی دلیل اس کے ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکے دو برابر حصے ہوتے ہیں۔

حدیات: وہ قضیے ہیں کہ ان کی دلیلوں کی طرف ذہن جائے لیکن صغریٰ و کبریٰ کی ترتیب دینے

^۱ ہمارے ذہن میں اگر کسی بات کا واقع کے موافق ہونا نہ ہونا بابر ہوتی یہ شک ہے اور اگر ایک زیادہ اور ایک کم ہو تو زیادہ بات نظرن اور کم وہم اور اگر واقع کے موافق ہونا یا نہ ہونا ایک ہی بات ذہن میں ہو، دوسرا کا خیال بھی نہ ہوتا یہ یقین ہے۔ چونکہ قیاس کے مقدمے تصدیق ہیں اور شک اور وہم تصدیق نہیں ہے جیسا کہ تصدیق کی تعریف کے حاشیہ میں اس کا اشارہ ہوا ہے، اس لئے یہاں شکی اور وہمی کو بیان نہیں کیا جاتا۔ ^۲ فرمابرداری یہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں یقینی ہیں

^۳ تو شخص اس کی یہ ہے کہ مطلوب جو دلیل سے حاصل ہوتا ہے اس کی دوصورتی ہوتی ہیں۔ کبھی تو سوچنے سے دلیل ذہن میں آتی ہے اور اس سوچنے کی صورت اس طرح ہے کہ اس میں ذہن ایک بار تو دلیل ڈھونڈنے کیلئے چلتا ہے اور جب اس کو کچھ دلیل مل جاتی ہے تو اس دلیل کو درست اور مرتب کرتا ہے، یعنی اول مطلوب جملاء ذہن میں آیا، (باقیہ صفحہ: ۴۹)

کی ضرورت نہ پڑے۔ جیسے: کسی مفتی کامل سے پوچھا کہ چوہا کنویں میں گر پڑا کتنے ڈول نکالیں؟ اور وہ فوراً جواب دے کہ تین ڈول نکالنا واجب ہے۔ تو یہ قضیہ کہ تین ڈول نکالنا واجب ہے حدی ہے کہ اس مفتی کا ذہن دلیل کی طرف گیا لیکن صغریٰ و کبریٰ ملانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

مشاهدات: وہ قضایا ہیں کہ جن میں حکم حواس ظاہری ^۱ یا باطنی ^۲ کے ذریعہ سے کیا جائے۔ جیسے: سورج روشن ہے۔ آنکھ کے ذریعہ سے اس میں حکم روشن ہونیکا کیا گیا ہے اور جیسے ہم کو بھوک یا پیاس لگتی ہے اس میں باطنی حواس کے ذریعہ سے حکم کیا گیا ہے۔

تجزیات: وہ قضیے ہیں کہ کئی مرتبہ ایک بات مشاہدہ کر کے عقل اس میں حکم کرے۔ جیسے: گلِ بُنْفَشَة کو تم نے کئی مرتبہ دیکھا کہ زکام میں فائدہ کرتا ہے۔ تو کلی حکم کر دیا کہ گلِ بُنْفَشَة زکام کیلئے فائدہ مند ہے۔

متواترات: وہ قضیے ہیں کہ ان کے یقینی ہونے کا حکم ایسی جماعت کے کہنے اور متفرق ^۳ خبروں سے کیا گیا ہو کہ ان سب خبروں کو جھوٹ نہ کہہ سکتے ہوں۔ جیسے یہ قضیہ ملکتہ ایک بڑا شہر ہے اس کا یقینی ہونا ہم کو ایسی خبروں سے معلوم ہے کہ ان خبروں کو ہم جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔

(باقی حاشیہ صفحہ: ۲۸) پھر اس سے دلیل کی طرف ہن کو حرکت ہوئی پھر دلیل کو درست کر کے اس دلیل سے مطلوب کی طرف جانے کی ایک حرکت ہوئی اور یہ دونوں حرکتیں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں اس کا نام فکر ہے۔ اور کبھی حصول تو ہوادلیں سے مگر اس دلیل میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہوئی فوراً دلیل بھی ذہن میں آگئی اور اس دلیل سے مطلوب بھی فوراً ذہن میں آگیا پس انتقال تو ذہن کو بہاں بھی دوبارہ ہوا (کما صرح به المحقق الطوسي في شرح الإشارات کذا في المرأة) جیسا کہ حق طوی نے اپنی کتاب شرح الإشارات میں اس کی صراحت کی ہے اسی طرح المرأة میں بھی ہے۔ مگر دفعتا ہوا ان کو حدس کہتے ہیں۔ جیسے: بعض ذھین ترین افراد باریک باتوں کو فوراً عقل سے سمجھ جاتے ہیں۔ پس حدس میں مطلوب دلیل عقلی ہی سے ثابت ہوتا ہے اس لئے نقش اس کی مثال میں تصحیح ہے یہ مسئلہ خطابیات سے ہے۔ ^۱ اول کو حسیات دوسرے کو وجود ایات کہتے ہیں۔ ^۲ حواس ظاہرہ و باطنہ میں سے کسی ایک سے محسوس کر کے ^۳ یعنی اس تعداد میں ہوں کہ سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال ہو۔

قیاس جدلی: وہ قیاس ہے جو مقدمات مشہورہ یا کسی فریق کے مانے ہوئے مقدمات سے بنا ہو خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ جیسے: ہندوؤں کا قول ہے کہ جاندار کا ذبح کرنا برا ہے اور ہر برا کام واجب اترک ہے پس جاندار کا ذبح کرنا واجب اترک ہے۔

قیاس خطابی: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ ان سے غالب گمان صحیح ہو۔ جیسے: زراعت نفع کی شے ہے اور ہر نفع کی شے اپانے کے قابل ہے پس زراعت اپانے کے قابل ہے۔

قیاس شعری: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن کا منشأ خیالِ محض ہو خواہ واقع میں صادق ہوں یا کاذب۔ جیسے: زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہے پس زید روشن ہے۔

قیاس فسطیلی: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو محض وہی اور جھوٹی ہیں۔ جیسے: ہر موجود شے اشارہ کے قابل ہے اور جو اشارہ کے قابل ہے جسم والا ہے پس ہر موجود جسم والا ہے۔ یا جیسے گھوڑے کی تصوری کی نسبت کہیں یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا انہنہا نے والا ہے پس یہ بھی انہنہا نے والا ہے۔ معتبران میں سے برہان ^۱ ہے۔ (فقط)

فہرست سابقہ اصطلاحات^۲ واجب الحفظ

قیاس، اقتراضی، استثنائی، اصغر، اکبر، مقدمہ، صغیری، کبریٰ،

- ۱۔ یعنی خفید لقین کو برہان ہے اور بقیرہ بعض مفید خلائق کو ہیں اور بعض نہ لقین کو مفید نہ خلائق کو۔
- ۲۔ ان سب اصطلاحوں کو ایک دوسرے سے پوچھ کر خوب یاد کر لینا چاہیے۔ ان کے یاد کر لینے سے منطق کی حقیقت سمجھ میں آجائیگی۔ جمیل احمد تھانوی صبح ۱۱، صفر ۱۳۵۱ھ و کان الشروع فی صباح ۱۰، صدر مع شغل المدرس فی مدرسة مظاہر العلوم، سہارنبور فیارب و فقنى لرضاك. قد تمت الحواشی علی تيسیر المنطق المسمماة تيسیر المنطق فی الرابع والعشر من جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ محمد اشرف علی تھانوی رحمه اللہ.

حدِ اوسط، شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث، شکل رابع، استقراء، تمثیل، دلیل تھی، دلیل انہی، برهان، اولیات، فطیریات، حدسیات، مشاہدات، تجربیات، متواترات، قیاس جدلی، قیاس خطابی، قیاس شعری، قیاس فسطیل۔

تصورات کی بحث کے ختم پر (۵۲) الفاظ مصطلحہ اور قضایا کی بحث کے خاتمہ پر (۳۷) اور آخر رسالہ میں (۲۸) اصطلاحیں یہ کل (۱۱۹) اصطلاحات ہو گئیں، ان کو حفظ کرو۔
ان شاء اللہ منطق کی کتاب میں آسان ہو جائیں گی۔

وَاللَّهُ الْمَوْفَقُ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ

احقر

محمد عبد اللہ

www.ahqar.com

(باقی صفحہ: ۷۶) توضیح: حقیقت اور ماہیت کی ایک تعریف اس قول کی بناء پر کہ جس میں حقیقت اور ماہیت کو مترادف کہا گیا ہے، ورنہ ماہیت اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے افراد کی ایک بڑی تعداد ایک لفظ کے تحت داخل ہو جاتی ہیں اور وہ چیز جس کی وجہ سے یہ افراد ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اُسے حقیقت کہا جاتا ہے۔